THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Sunday, the October 20, 2024
(343rd Session)
Volume IX, No. 04
(Nos.01-10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume IX	SP. IX (04)/2024
No. 04	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Motion under Rule 263 moved for dispensation of rules 2
    - Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law and Justice) 2
3. Introduction, consideration and passage of [The Constitution (Twenty-sixth Amendment) Bill, 2024] 3
    - Senator Azam Nazeer Tarar 3
    - Senator Azam Nazeer Tarar 7
    - Senator Syed Ali Zafar 13
    - Senator Sherry Rehman 21
    - Senator Aimal Wali Khan 25
    - Senator Syed Faisal Ali Subzwari 29
    - Senator Atta-ur-Rehman 32
    - Senator Raja Nasir Abbas 35
    - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 38
    - Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House) 40
    - Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House) 60
4. Consideration and passage of Societies Registration (Amendment) Bill, 2024 64
    - Senator Atta-Ur-Rehman 66

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, the October 20, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at eighteen minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ (۱۳) وَ اِنَّ الۡفُجَّارَ لَفِیۡ جَحِیۡمٍ (۱۴)
یَّصۡلَوۡنَہَا یَوۡمَ الدِّیۡنِ (۱۵) وَ مَا ہُمۡ عَنۡہَا بِغَآئِبِیۡنَ (۱۶) وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا
یَوۡمُ الدِّیۡنِ (۱۷) ثُمَّ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا یَوۡمُ الدِّیۡنِ (۱۸) یَوۡمَ لَا تَمۡلِکُ
نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَیۡـًٔا ؕ وَ الۡاَمۡرُ یَوۡمَئِذٍ لِّلّٰہِ (۱۹)

ترجمہ: بے شک نیک لوگ ضرور جنت میں ہوں گے اور بے شک بدکار لوگ ضرور دوزخ میں ہوں گے اور وہ قیامت کے دن اس میں جائیں گے اور وہ اس سے کہیں چھپ نہ سکیں گے۔ اور تجھے کیا معلوم کہ قیامت کا دن کیا ہے پھر تجھے کیا معلوم کہ قیامت کا دن کیا ہے۔ جس دن کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے لیے اختیار نہیں رکھ سکے گا اور سارا حکم صرف اللہ ہی کا ہو گا۔

(سورۃ الانفطار آیات نمبر ۱۳ تا ۱۹)

Mr. Chairman: Order No.2. Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House may move Order No.2.

Motion under Rule 263 moved for dispensation of rules

Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House): Mr. Chairman, I beg to move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rule 41 of the said Rules regarding question hour be dispensed with for today's sitting of the Senate.

Mr. Chairman: I put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Minister for Law *Sahib.*

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law and Justice)

Senator Azam Nazeer Tarar: Mr. Chairman! There has been discussion on a Bill to amend the Constitution and a Committee was also constituted by Speaker National Assembly in consultation with your good-self, اور اس میں جتنی سیاسی جماعتیں پارلیمان میں موجود ہیں انہیں invite کیا گیا، ان کے جو اکابرین Parliamentary Leaders اور senior رہنما اس میں تھے۔ اس میں کافی زیادہ discussions ہوئیں، اس کے بعد اس میں political engagement بھی ہوئی، ہماری جو اتحادی جماعتیں ہیں ان کے ساتھ مل کر ہم نے اپوزیشن کو بھی engage کیا اور اپوزیشن benches سے جمعیت علماء اسلام پاکستان اور دوسری جماعتوں کے ساتھ جب ہم نے اسے threadbare discuss کیا تو finally ایک مسودے پر اتحادی جماعتوں کا اور جمعیت علماء اسلام پاکستان کا consensus ہوا، جسے اس کمیٹی کے سامنے بھی رکھا گیا۔ وہ consensus Bill ہے جس میں مجھے پتا چلا ہے کچھ amendments سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب نے جمع کروائی ہیں۔ آج وہ supplementary agenda پر ہے، میری آپ سے استدعا ہو گی کہ اسے take-up کر لیا جائے اور اس سے debate کا آغاز کیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس بابت آپ supplementary agenda move کروا لیں۔

I think, it’s on Order No.3 (b). Senator Azam Nazeer Tarar, please move.

<u>Introduction, consideration and passage of [The Constitution (Twenty-sixth Amendment) Bill, 2024]</u>

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law and Justice): Sir, I wish to introduce a Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-sixth Amendment) Bill, 2024].

Mr. Chairman: Is it opposed?

آپ اس پر کچھ بات کرنا چاہیں گے؟

<u>Senator Azam Nazeer Tarar</u>

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جی جناب چیئرمین! میں تھوڑا سا آگاہ کر دوں۔ جیسا کہ میں گزارش کر رہا تھا کہ over the years یہ بات مختلف طبقات اور مختلف segments سے آ رہی تھی کہ جو Judges Appointment Committee ہے، اعلیٰ عدلیہ میں ججز کی تقرری کے طریقہ کار کو اٹھارھویں آئینی ترمیم کے ذریعے تبدیل کیا گیا اور پارلیمان نے بہت زیادہ محنت اور غور وخوض کے بعد ایک ایسا طریقہ کار introduce کروایا جس میں اعلیٰ عدالتوں یعنی کہ ہائی کورٹس، سپریم کورٹ اور وفاقی شریعت کورٹ میں ججز کی تقرری کو شفاف بنایا جائے جو merit based ہو۔ اس کمیشن کی تشکیل اس طرح سے کی گئی کہ اس میں relevant stakeholders ہوں اور اس کے بعد وزیراعظم اور صدر نے اپنے اختیار چھوڑ کر پارلیمان کو دیا Judicial Commission of Pakistan جس میں originally سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور دو جج صاحبان تھے، جس میں Pakistan Bar Council کا نمائندہ تھا، جس میں وزیر قانون اور اٹارنی جنرل تھے۔ وہ technical side کے لوگ کمیشن میں بیٹھ کر candidates کے credentials کو سامنے رکھ کر بحث مباحثے کے بعد ان کی nominations کو final

recommend to the Parliamentary Committee کریں کرے اور پھر وہ
جس میں Opposition and Treasury Benches کو برابر کی نمائندگی دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! اس پارلیمانی کمیٹی کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ کسی nomination کو واپس بھیج سکتی ہے یا اسے reject بھی کر سکتی ہے لیکن اسی دوران سپریم کورٹ آپ پاکستان میں ایک درخواست type کروائی جاتی ہے اور وہ case take-up کر لیا جاتا ہے۔ اس consensus document اٹھارھویں ترمیم کو challenge کر دیا جاتا ہے اور ان proceedings کے دوران یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ آپ اگر اس نظام میں balance ساتھ والی عمارت کو نہیں دیں گے تو یہ ترامیم strike down ہو جائیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمان کی بالادستی اور اس کی آزادی پر یہ ایک طرح سے کھلا عدم اعتماد بھی تھا اور یہ کسی حملے سے کم نہیں تھا۔ ان معروضی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عجلت میں انیسویں ترمیم کی گئی اور اس انیسویں ترمیم میں اس composition کو تبدیل کر دیا گیا اور اس changed composition میں جو کمیشن کا حجم تھا اس کا جھکاؤ ایک ادارے کی طرف یعنی کہ اعلیٰ عدالت کی طرف کر دیا گیا اور جو پارلیمانی کمیٹی ہے اس کے اختیارات میں بھی تبدیلی کر دی گئی۔

ہم نے 2010 سے onwards ان چودہ سالوں میں دیکھا کہ appointment of Superior Court judges پر پاکستان بھر کی Bar bodies even Parliament اور دیگر تنظیموں نے اس پر تنقید کی اور بار ہا یہ مطالبہ کیا گیا کہ آپ اس کو revisit کریں اور جو 18th Amendment کی اصل روح تھی اگر وہ نہیں ہے تو اس کے قریب تر کیا جائے۔ اس سلسلے میں Pakistan Bar Council نے اپنی کئی resolutions میں بھی اس بات کا احاطہ کیا۔ Supreme Court Bar Association کی طرف سے بھی یہ کہا گیا، یہ مطالبہ کیا گیا حتیٰ کہ بعض جگہوں پر یہاں تک کہا گیا کہ اس system سے زیادہ بہتر system work کر رہا تھا جب judges کی تقرری صدر مملکت، وزیر اعظم اور چیف جسٹس کی advice or consultation سے کرتے تھے تو اس background کو سامنے رکھتے ہوئے تجویز کیا گیا کہ آئین کے Article 175 (a) میں مناسب ترامیم کی جائیں اور یہ پچھلے چھ سے آٹھ ہفتوں میں مختلف engagements ہوئیں اس

کے بعد اس condition کی جو شکل بنی ہے جو اس Bill کی صورت میں آپ کے سامنے رکھی جائے گی۔

اس کے مطابق جو Judicial Commission of Pakistan ہے وہ Chief Justice of Pakistan کی سربراہی میں چار senior most judges پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں چار Parliamentary members جائیں گے۔ دو ممبران اس ایوان سے، one nominated by Leader of the Opposition and the other member nominated by the Leader of the House اور قومی اسمبلی میں بھی اسی طرح ایک nomination Leader of the Opposition کی اور ایک nomination Leader of the House کی طرف سے جائے گی۔

(اس موقع پر ایوان میں اذانِ مغرب سنائی دی)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! اس حوالے سے جیسے میں عرض کر رہا تھا کہ جو Commission کی proposed composition ہے۔اس میں جو propose کیا گیا ہے Chief Justice of Pakistan اس کے ساتھ ایک آئینی bench قائم کیا جا رہا ہے اس کے Presiding judge بھی اس کے رکن ہوں گے اور یہ Supreme Court کے اندر سے ہی ہے۔

Three senior most judges of the Supreme Court, Federal Minister for Law and Justice, Attorney General for Pakistan, an Advocate, having not less than 15 years of practice in the Supreme Court to be nominated by the Pakistan Bar Council for a term of two years.

دو ممبرز سینیٹ سے اور دو National Assembly سے ایک opposition سے اور ایک treasury سے جائیں گے۔ جب National Assembly dissolve ہو گی تو سینیٹ سے ممبرز ہوں گے۔ Marginalized community کی ہم بات کرتے ہیں اور ان کی نمائندگی کی بات کرتے ہیں، civil society کی بات کرتے ہیں، technocrats

کی بات کرتے ہیں۔ ہم elected representatives عوام کو represent کرتے ہیں لیکن اس طرح کے commissions میں دنیا کے بہت سارے ممالک میں civil society کو بھی acknowledge کیا جاتا ہے اور ان کو رکنیت دی جاتی ہے۔ Speaker National Assembly non-Muslims جو ہمارے بھائی ہیں یا خواتین ہیں ان میں سے ایک ایسی nomination کریں گے beyond Parliament مجلس شوریٰ کے باہر سے جو آئین میں technocrat کو دی گئی جو اہلیت ہے اس پر پورا اترتے ہوں تاکہ ان طبقات کی اس میں نمائندگی ہو سکے۔

صوبوں کی جو نمائندگی ہے وہ ویسے ہی رہے گی یعنی کہ جب Provincial High Courts کا معاملہ آئے گا تو Commission میں already وہاں کے چیف جسٹس، senior puisne judge, صوبائی حکومت کے وزیر قانون اور صوبائی بار کونسل کے نمائندے کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ بجائے دو جگہوں پر یہ معاملہ ہو پہلے Judicial Commission میں۔۔۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے جس نے نماز پڑھنی ہے وہ چلے جائیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اگر آپ کہتے ہیں تو آہستہ آہستہ میں، اگر آپ اجازت دیں تو میں تھوڑا تھوڑا بولتا رہتا ہوں ابھی وقت لگے گا میں دوبارہ repeat کر دوں گا۔ میں اس سے تھوڑی دیر کے لیے ہٹ کے ایک دو دوسری چیزیں explain کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جس نے جانا ہے وہ نماز کے لیے جا سکتا ہے، تو سارے چلے جائیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جس نے نماز پڑھنی ہے وہ چلے جائیں اس کو complete ہونے دیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں اس موضوع سے ہٹ کر ایک دو اور چیزیں ہیں ان پر بات کر لیتا ہوں۔ ٹھیک ہے جیسے آپ کو مناسب لگے۔

Mr. Chairman: The House stands adjourned for five minutes.

[The House was adjourned for Maghrib prayers]

[The proceedings of the House resumed after Maghrib prayers with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair]

جناب چیئرمین: سینیٹر سید علی ظفر صاحب! بطور پارلیمانی لیڈر آف پاکستان تحریک انصاف آپ تقریر کریں گے؟

سینیٹر سید علی ظفر: جی، بالکل۔

جناب چیئرمین: میں تھوڑا سا آپ کو brief کر دوں کہ میں نے کوشش کی تھی کہ جو کمیٹی بنی تھی میں تمام پارلیمانی لیڈرز کو اس کمیٹی میں input کے لیے بھیجوں۔ آپ سب لوگ وہاں پر گئے تھے۔ Even then میں چاہتا ہوں کہ چونکہ آپ نے اپنا point of view یہاں پر بھی دینا ہوگا تو کوشش کریں کہ بہت precise طریقے سے کریں۔ شکریہ۔ جی، وزیر برائے قانون و انصاف۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون و انصاف): جناب چیئرمین! جوڈیشل کمیشن اب nomination کرے گا کیونکہ ماضی میں ہمارے ساتھ جو کچھ ہوا کہ ہم نے اس Parliamentary Committee میں کئی فیصلے 8:0 کے ساتھ کیے ہیں۔ سو فیصد consensus کے ساتھ ہم نے وہ فیصلے کیے ہیں۔ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ وہ فیصلے متعلقہ ہائی کورٹس جہاں کی nomination تھی وہاں پر اس فیصلے کو چیلنج کیا گیا۔ 8 Parliamentarians کے consensus کے فیصلے کو ایک جج صاحب نے اٹھا کر پرے پھینک دیا اور حکم دیا کہ آپ آ کر یہ appointment کریں۔ تو اس سارے سلسلے کو بند کرنے کے لیے اور Judges appointment میں شفافیت لانے کے لیے ایک جگہ پر سارے ممبران تشریف رکھیں گے۔ عدلیہ، پارلیمان، Executives and Stakeholders ایک کمیشن میں بیٹھ کر majority of vote کے ساتھ فیصلے کریں گے۔ جناب چیئرمین! تقرری کے بعد ہم نے یہ دیکھا اور یہ شکایت بہت عام ہے کہ بروقت انصاف نہیں ملتا اور تاریخیں دی جاتی ہیں۔ leftover ہوتے ہیں۔ عمر قید اور سزائے موت کی اپیلیں 8,8 سال تک ہائی کورٹس میں پڑی رہتی ہیں۔ دیوانی مقدمات 14, 14, 20, 20 and 25, 25 سالوں تک ہائی کورٹس میں

pending رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے جو international ranking ہے اس میں ہماری عدلیہ کا نمبر بہت پیچھے ہے۔ میں mention نہیں کروں گا۔ ایک mechanism introduce کروایا گیا کہ جوڈیشل کمیشن آف پاکستان جس کے پاس ججوں کو appoint کرنے کی سفارش کا اختیار ہے۔ اسے ان کی evaluation performance کا اختیار بھی ہونا چاہیے اور after confirmation High Courts کے جج صاحبان کو جو کام تفویض کیا جاتا ہے، جو ان کی آئینی اور سرکاری ذمہ داری ہے ان سے عہدہ براں نہیں ہو پاتے تو ان کو وہاں پر رہنے کا حق نہیں ہونا چاہیے جس طرح دیگر services میں ہے۔ اس کے لیے اسی جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ایک uniform standard اپنے rules کے ذریعے وضع کرے اور اس کے تحت evaluation کی جائے اور اگر کوئی جج صاحبان ایسے ہیں جن کی performance and efficiency کے حوالے سے issues ہیں وہ جوڈیشل کمیشن آف پاکستان سپریم جوڈیشل کونسل کو رپورٹ کرے جو کہ ججوں کے احتساب کا ادارہ ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ جوڈیشل کمیشن آف پاکستان ہی جو نیا آئینی بینچوں کے قیام کا اس میں introduce کروایا جا رہا ہے۔ آئینی benches کا جو تقرر ہے سپریم کورٹ آف پاکستان کے اندر وہ بھی جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کرے گا تاکہ یہ ایک ایسا function ہے جو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ادارے کے اندر ہونا چاہیے وہ function وہیں پر discharge ہو۔ جناب چیئرمین! آئینی عدالت سے یہ معاملہ شروع ہوا۔ 2006 کے Charter of Democracy میں major political parties نے اس پر دستخط کیے۔ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور میاں نواز شریف صاحب نے اس کے لیے تحرک کیا۔ یہ ایک pending agenda تھا جس پر چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب نے اس مرتبہ آواز اٹھائی اور انہوں نے کہا کہ ہم آئینی ترامیم لانا چاہ رہے ہیں تو ہمیں آئینی عدالت کا قیام بھی کرنا چاہیے۔ اس پر کئی stakeholders سے بات ہوئی۔ میں خود Bar bodies کے سامنے پیش ہوا۔ پونے چار گھنٹے میرا ان کے ساتھ interaction رہا۔ ان سے تجاویز مانگیں۔ ایک ان کی کمیٹی بنی۔ انہوں نے کہا کہ آپ بنالیں۔ Age کے حوالے سے کئی طبقات سے یہ بات آئی کہ آپ عمر کی حد وہی رکھیں جو کہ سپریم کورٹ کی ہے تاکہ کسی کو اس میں کوئی favour نظر نہ آئے حالانکہ میں

on the recordہوں جو پروپیگنڈہ کیا گیا اور جو بیانیہ بنایا گیا کہ یہ جو موجودہ چیف جسٹس جناب محترم قاضی عیسیٰ صاحب کو شاید ان کو تقرر کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ میں یہ بات آج پھر دہراؤں گا کہ یہ بات میرے پاس امانت ہے۔ میری official capacityمیں ان سے چھ مہینوں میں تین ملاقاتیں ہوئیں۔ انہوں نے ہر مرتبہ مجھے کہا کہ وہ کسی قسم کی extensionمیں interested نہیں ہیں۔ وہ اپنی مدت پوری کر کے چلے جائیں گے۔ آپ اگر tenureمقرر کرنا چاہتے ہیں یا کوئی پینل مقرر کرنا چاہتے ہیں یا کوئی نئی عدالت بنانا چاہتے ہیں یا کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں تو وہ میرے بعد لاگو ہوگا۔ میں tenureوالی extension کے حوالے سے اس میں interestedنہیں ہوں۔

جناب چیئرمین! سپریم کورٹ میں آئینی بینچز کے حوالے سے اس میں amendment propose کی گئی ہے تاکہ جو سپریم کورٹ کی original jurisdiction ہے، جس کا ماضی میں بے تحاشا غلط استعمال ہوا ہے، میں ہمت اور جرأت کر کے اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہوں گا۔ Person to person فرق پڑا ہے، ایک چیف جسٹس صاحب آئے، انہوں نے دروازے کھول دیے اور سیکڑوں کی تعداد میں suo motu cases کی عدالت میں یلغار ہو گئی۔ کچھ ادوار ایسے بھی آئے جن میں بالکل امن رہا۔ ہم نے دیکھا کہ فیصلوں میں تضاد آیا۔ آرٹیکل 184 اور دیگر آئینی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے، میں معذرت کے ساتھ یہ کہنے سے نہیں رکوں گا کہ ہماری عدالت عظمیٰ نے کروڑوں پاکستانیوں کے elected وزراءِ اعظم کو گھر بھیجا۔ جناب چیئرمین! آپ خود اس کا شکار ہوئے۔ قائد مسلم لیگ (ن) میاں نواز شریف صاحب کو جس طرح سے گھر بھجوایا گیا، وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ وزیر اعظم کو رخصت کرنے کا آئینی طریقہ آرٹیکل 95 میں درج ہے اور ہم نے وہ اختیار کیا۔ ہم نے 2022 میں ووٹ کی طاقت سے وزیر اعظم تبدیل کیا لیکن اس عدالتی طریقے کو ہم نہیں مانتے۔ بند دروازوں کے پیچھے جو معاملے ہوتے ہیں، ہم انہیں نہیں مانتے۔

ان شکایات کو سامنے رکھتے ہوئے اور تاریخ سے سبق سیکھتے ہوئے، ہم نے جو آئینی بینچ ہے، آئینی عدالت سے آئینی بینچ کے لیے، ہمارے دوست کامران مرتضیٰ صاحب ابھی ہاؤس میں آ جاتے ہیں، وہ بہتر جانتے ہیں، کراچی میں بلاول بھٹو زرداری صاحب کی engagement ہوئی۔

اس کے بعد دوسری نشست لاہور میں ہوئی۔ میاں نواز شریف صاحب نے سب کو invite کیا جس میں صدرِ پاکستان، وزیر اعظم پاکستان اور دیگر زعما بھی شریک تھے۔ اس میں یہ طے کیا گیا کہ آئینی عدالت کی بجائے عدالت کے اندر ہی آئینی بینچز تشکیل کیے جائیں۔ یہ تجویز اپوزیشن سے بھی آئی تھی۔ علی ظفر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے برملا کہا تھا کہ آئینی بینچز تشکیل دے دیے جائیں، ہمیں اعتراض نہیں ہوگا۔ ہم نے consensus develop کرنے کے لیے، اس میں خوبصورتی لانے کے لیے، یہ بات بھی مانی۔ چیئرمین بلاول بھٹو اپنے اس مطالبے سے پیچھے ہٹتے نظر آئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر consensus ہوتا ہے تو بسم اللہ، ہم ضرور کریں گے۔ للٰہذا، آئینی بینچز کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے۔ جو سپریم کورٹ کی original jurisdiction ہے، وہ exercise کریں گے 184 میں، 186 میں جو jurisdiction دی گئی ہے جو advisory in nature ہے، جو ان کی original jurisdiction ہے، جس میں یہ suo motu میں عام زبان میں کہہ رہا ہوں، وہ بھی آتے ہیں۔ ججز کی nomination کے متعلق میں نے عرض کیا، وہ بھی جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کرے گا تاکہ broad-based consensus ہو۔

چیف جسٹس آف پاکستان کی تقرری اور معیاد عہدہ، ماضی میں ہم نے دیکھا، ایک دو ادوار ایسے آئے جہاں چیف جسٹس صاحب کی معیاد چھ سال یا سات سال تھی، میں تفصیلات میں نہیں جاؤں گا۔ اس کے جو ثمرات ملے، وہ ہم سب کے سامنے ہیں۔ اس میں یہ suggest کیا گیا ہے کہ جس طرح باقی بہت سارے عہدے ہیں، آئینی عہدوں سمیت، چیف جسٹس آف پاکستان کے عہدے کی upper limit capping کردی گئی، اسے معیاد سے جوڑ دیا گیا ہے۔ للٰہذا، چیف جسٹس آف پاکستان کی معیاد یعنی ان کا تقرر تین سال کے لیے ہوگا۔ ان کا تقرر سپریم کورٹ کے تین senior most judges صاحبان میں سے ہوگا جو available ہوں گے at the time of retirement of the outgoing Chief Justice. ان کو نکال کے جو تین senior most judges ہوں گے، ان میں سے ایک لیے جائیں گے۔ یہ کیوں کیا گیا؟ جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کے صوبائی chapters ڈال کر ایک سال یہ exercise کی گئی کہ جو seniority کا اصول ہے، دیگر اور امور کے ساتھ ساتھ، وہ کریں یا کچھ اور کریں۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے، یہ طے کیا گیا کہ ہائی کورٹس میں پہلے تین ججز میں سے ایک کا تقرر چیف جسٹس کے لیے

کیا جائے گا۔ اگر سپریم کورٹ کی کوئی vacancy آتی ہے تو بھی تین senior most میں سے consideration ہو گی۔ ہم نے اس کا عمل مظاہرہ لاہور کی appointments میں کیا ہے جو کہ first three کے اصول پر ہوئیں۔ اس کو سمیٹتے ہوئے میں یہ عرض کروں کہ چیف جسٹس پاکستان کی تقرری بھی اب senior most کی بجائے، three senior most کے درمیان ہو گی۔ اس کے تقرر کا اختیار وزیراعظم صاحب نے چھوڑا اور یہ اختیار پارلیمان کو دیا اور ایک بارہ رکنی پارلیمانی کمیٹی کی تشکیل propose کی گئی ہے جس میں اپوزیشن اور حکومت شامل ہے۔ وہی فارمولا جو ہم پہلے اختیار کرتے ہیں جیسے الیکشن کمیشن ہے اور باقی جگہیں ہیں۔ یہاں پر ہم نے انہیں کہا کہ متناسب نمائندگی کے تحت پارلیمانی لیڈرز ان کو دو تہائی اکثریت سے appoint کر دیں گے۔ دو تہائی صرف اس وجہ سے کہ consensus-based decisions ہوں، simple majority نہ ہو، ہم سب مل کر کریں۔ وہ بارہ رکنی کمیٹی دو تہائی اکثریت کے ساتھ چیف جسٹس کے نام پر اتفاق کرے گی۔ پہلے نمبر پر کرتے ہیں تو وزیراعظم صاحب وہ summary صدر صاحب کو بھجوادیں گے۔ دوسرے نمبر پر کرتے ہیں یا تیسرے پر جاتے ہیں تو اس طرح سے ہو جائے گا۔

جناب! ایک بہت بڑا کام ہوا، ہمارے سامنے اس وقت environment کا بہت بڑا challenge ہے۔ ہم وہ generation ہیں کہ اگر ہم نے کچھ نہ کیا تو شاید یہ planet ہمیں معاف نہ کرے۔ اقوام متحدہ نے بھی کہا ہے کہ ساری دنیا نے ایک red button دبایا ہوا ہے، شیری رحمان صاحبہ بیٹھی ہیں، ان کی اور کچھ دیگر ساتھیوں کی اور اٹارنی جنرل صاحب کی تجویز تھی کہ یہ wake up call دینے کا time ہے اور ریاست کو جاگنا چاہیے۔ آرٹیکل 9A کا اضافہ کیا گیا ہے اور fundamental right کے طور پر اسے acknowledge کیا گیا ہے کہ every person shall be entitled to a clean, healthy and sustainable environment. یہ ایک بہت بڑا قدم ہے۔ اس کے بعد وفاقی اور صوبائی حکومتیں آگے بڑھیں گی اور ہمیں امید ہے کہ ہم ان challenges سے نمٹنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں گے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح صوبوں کی ہائی کورٹس میں اور اسلام آباد ہائی کورٹ میں بھی constitutional benches کی گنجائش پیدا کی گئی ہے۔ اس کا سارا طریقہ کار بھی اسی طرح دے دیا گیا ہے۔ ان کا تقرر بھی جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کرے گا لیکن صوبائی خودمختاری کو سامنے رکھتے ہوئے، حالانکہ اسے enact کرنا وفاق کا right ہے اور اسی لیے ہم کر رہے ہیں۔ صوبوں کو ہم نے کہا ہے کہ اگر آپ یہ طریقہ کار اپنانا چاہیں تو اس صوبے کی صوبائی اسمبلی، ٹوٹل ممبر شپ کے 51 فیصد کے ساتھ اور اسلام آباد ہائی کورٹ کے کیس میں جو ہماری پارلیمان ہے، وہ 51 فیصد کے ساتھ resolution pass کرے گی اور وہ طریقہ کار اپنالیں گے۔

ہمارے JUI کے دوستوں نے اس میں ہم سے مشاورت کرنے کے بعد سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب نے پانچ amendments آج داخل کروائی ہیں جو کہ وہ اپنے نمبر پر one after another پیش کریں گے۔ ہم نے ایک consensus develop کیا۔ ان پانچوں clauses کے اوپر بھی ہمارا اتفاق رائے ہے۔ کابینہ نے بھی مجھے authorize کیا کہ چونکہ اس پر سب کا اتفاق رائے ہوا تھا تو ہم ان پانچ clauses کو جن میں وفاقی شرعی عدالت کے حوالے سے ترمیم ہے، اسلامی نظریاتی کونسل کے حوالے سے amendments ہیں، جو پچھلے دنوں فیڈرل شریعت کورٹ کا ربا کے حوالے سے فیصلہ آیا، وہ کامران مرتضیٰ صاحب کی پانچ clauses ہیں۔ اس پر ہمارا یہ اتفاق ہے کہ ہم اسے support کریں گے۔

جناب! یہ اس کے خدوخال تھے۔ کچھ چھوٹی چھوٹی amendments ہیں جو آپ کے سامنے آئیں گی، اگر کسی نے اس پر بات کرنی ہو تو time to time اس کو explain کر دیں گے۔ میری اس ایوان سے یہ استدعا ہو گی کہ ہم سب نے ایک اچھی نیت کے ساتھ کام شروع کیا تھا۔ ہماری یہ خواہش تھی کہ اپوزیشن کے تمام ساتھی اس میں ساتھ دیں۔ بہر کیف ہم شکر گزار ہیں مولانا فضل الرحمان صاحب کے اور ان کے اراکینِ پارلیمان کے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ مل بیٹھ کر، engagement کے بعد جو مسودہ final کیا، اس پر agree کیا اور انہوں نے کہا کہ آج ہم اس کو vote کریں گے۔ میں سارے ایوان سے یہ استدعا کروں گا کہ آج جو بل پیش ہونے جا رہا ہے، اس کو pass کیا جائے۔ پاکستان کے نظامِ انصاف کو سست روی سے نکالنے کے لیے، عام آدمی کو انصاف فراہم کرنے کے لیے، جلد اور سستا انصاف فراہم کرنے کے لیے اور شفافیت لانے کے لیے یہ

چیزیں کی گئی ہیں۔ وزیر اعظم اور حکومت نے اس میں اپنے کئی اختیارات چھوڑے ہیں لیکن پارلیمان کو اور اس ایوان کو مضبوط کیا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی شک شبہ نہیں ہے کہ framers نے جب آئین بنایا تھاتو آرٹیکل 239 میں ایک mechanism دے دیا تھا کہ آئینی ترمیم دو تہائی اکثریت سے ہو گی اور اس میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ for removal of doubts ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ پارلیمان کے اختیار پر کہ وہ آئین میں کون سی ترمیم کر سکتی ہے یا کون سی نہیں کر سکتی، کوئی قدغن نہیں ہے۔ یہ وہ ایوان ہے جس نے آئین بنایا اور اسی ایوان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ آئین میں تبدیلی کرے، تحریف کرے، ایزاد کرے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: پہلے PTI کے پارلیمانی لیڈر بات کریں۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! ایک بات آپ مانیں گے کہ آئین قوم کو اکٹھا کرتا ہے۔ آئین ایک social contract ہے جسے لوگ بناتے ہیں کہ ہماری governance کیسے ہو گی۔ آئین لوگوں کو جدا نہیں کرتا۔ جب آئین بنتا ہے تو وہ لوگوں کی رضامندی اور اتفاق رائے سے بنتا ہے۔ اگر رضامندی اور اتفاق رائے نہیں ہو گی تو یقینی طور پر وہ آئین اپنی موت آپ ہی مر جائے گا۔ جس قوم نے آئین consensus کے بغیر بنانے کی کوشش کی، وہ آئین مرتے مرتے قوم کو ایک ایسا برا نقصان پہنچاتی ہے کہ وہ بیس، پچیس سال پیچھے چلی جاتی ہے۔ آپ میرے سے بہتر پاکستان کی تاریخ جانتے ہیں۔ ہم نے 1956 میں پہلا آئین بنایا۔ اس پر پوری قوم کا consensus نہیں تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ وہ تین، چار سالوں میں مر گیا اور اس کی جگہ مارشل لاء آ گیا۔ جو 1962 کا آئین تھا، وہ بھی لوگوں پر مسلط کیا گیا تھا۔ وہ بھی آٹھ سال بعد ختم ہو گیا اور پھر دوبارہ مارشل لاء آ گیا۔ جس طرح آئین consensus اور لوگوں کی رضامندی سے بنتا ہے، اسی طرح آئین میں ترمیم بھی لوگوں کی رضامندی سے ہوتی ہے۔ اگر consensus نہ ہو اور حالانکہ ہم صرف ایک ترمیم کی بات کرتے ہیں لیکن وہ ترمیم بھی قوم کو ایک ایسا نقصان پہنچاتی ہے کہ وہ بیس، پچیس سال پیچھے چلی جاتی ہے۔ اس کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ جب آپ کی حکومت تھی، اس نے suffer کیا اور جو اس وقت حکومت ہے، انہوں نے بھی suffer کیا۔ آپ کو

Article 58 (2)(b) یاد ہو گا۔اس کے تحت President کو یہ power دی گئی تھی کہ وہ ایک منتخب حکومت کو گھر بھیجے اور پارلیمنٹ کو dissolve کر دے۔ Article 58 (2)(b) کی وجہ سے آپ کی حکومت دو مرتبہ گھر گئی اور PML (N) کی حکومت بھی اس کے زد میں آئی۔ ہم نے دیکھا کہ dictatorial regime نے جو ایک amendment مسلط کی تھی، اس نے جمہوریت کو کتنا بڑا نقصان پہنچایا۔اس کے بعد پھر دوبارہ مارشل لاء آیا تو کسی بھی آئینی ترمیم کے لئے consensus بہت ضروری ہے۔

جناب! یہ جو آئینی ترمیم لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یقینی طور پر انصاف، آئین اور جمہوریت کے ساتھ میں اور میرے تین، چار ساتھی ضرور بیٹھے ہیں۔ باقی ساتھی اس وقت آنہیں سکے کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ وہ پکڑے جائیں گے اور ان سے زبردستی ووٹ لیا جائے گا۔ یہ افواء ہے کہ ہمارے کچھ ساتھی اغوا ہیں اور آج شاید وہ بعد میں ایوان میں پیش کیے جائیں گے اور کسی زبردستی یا کسی اور وجہ سے اس کے حق میں ووٹ کریں گے۔ جناب! آج جو آئینی ترمیم لانے کی کوشش کی جارہی ہے، اس کا پورا عمل جس میں لوگوں کو زبردستی لوٹا بنانا، انہیں پیسے دے کر ووٹ خریدنا، ان سے زبردستی ووٹ لینا، انہیں زدوکوب کر کے ووٹ لینا، ان پر ظلم ڈھاکے ووٹ لینا، ان کے بیوی، بچے، بہن اور بھائیوں کو abduct کرکے missing persons بناکر ووٹ لینا، یہ consensus based نہیں ہے۔اس میں لوگوں کی رضامندی شامل نہیں ہے۔ یہ سارا عمل جو ہو رہا ہے، میری نظر میں نہ صرف یہ جرم ہے، آئین کے خلاف ہے، جمہوریت کے اصولوں کے خلاف ہے بلکہ ہمیں جو ہمارا مذہب اسلام سکھاتا ہے، Christianity سکھاتی ہے اور جتنے بھی دنیا کے مذاہب سکھاتے ہیں، ان کی بھی خلاف ورزی ہے کیونکہ آپ زور زبردستی کر کے کسی کی آمادگی نہیں لے سکتے۔آپ کو بڑا confidence ہے کہ شاید آج آپ یہ آئینی ترمیمی بل پاس کروا لیں لیکن اگر اس کے لئے آپ ہمارے لوگوں کو استعمال کرنا چاہیں گے تو میرے ہاتھ میں ابھی یہ ایک document ہے، میں آپ کو اس کی ایک کاپی پیش کرنا چاہوں گا۔ جب یہ آئینی ترمیم آرہی تھی تو Article 63 (A) کی روح کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے ایک پارلیمانی میٹنگ کی۔اس میں ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ حکومت جو آئینی ترمیم کرنے جارہی ہے، اسے ہم support نہیں کریں گے۔ ہمارے جتنے سینیٹر حضرات ہیں، میں نے ان کے دستخط بھی لیے۔ یہ ایک signed

document ہے۔ اگر آج ان میں سے کوئی بھی آکر ووٹ دینے کی کوشش کرے گا تو kindly آپ ان کا ووٹ count نہ کریں۔ یہی ہمارا موٗقف ہے۔

جناب! چونکہ اس سارے process کی شروعات ہی رات کے اندھیرے میں ہوئی، چپ چپ کر ہوئی تو ہم نے اسی وقت یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم اس عمل کا حصہ ہی نہیں ہوں گے۔ Honourable Minister for Law and Justice نے یہ ضرور کہا کہ ایک parliamentary committee تھی اور ہم اس میں بیٹھے لیکن ہم اس کا حصہ نہیں بنے۔ ہم نے ہر committee meeting میں یہ واضح کر دیا کہ ہم سننے، دیکھنے اور witness کرنے کے لئے بیٹھے ہیں تاکہ ہم یہ شہادت دے سکیں کہ کیا process تھا لیکن ہم نے اس میں سے کسی میں بھی شمولیت اختیار نہیں کی۔ میں آپ کو on record یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں ان ساری meetings میں موجود تھا لیکن ہم نے اپنی ایک بھی amendment پیش نہیں کی۔ ہم process کا تو حصہ نہیں تھے لیکن for the record کچھ باتیں ہیں جو میں کرنے جا رہا ہوں۔ جو میں کہنے جا رہا ہوں، اپنے ہر ایک statement کے لیے I have three witnesses. مجھے وہ documents بھی دے دیے گئے ہیں۔ اگر کوئی میری باتوں کو refute کرنا چاہتا ہے یا اپنی باری پر بات کرتے وقت یہ اعتراض کر سکتا ہے تو اس کے بعد مجھے یہ اجازت دی جائے کہ میں انہیں وہ witnesses and documents پیش کر سکوں۔ جب یہ معاملہ شروع ہوا تو حکومت نے یا کسی اور نے ایک document تیار کیا اور اس کے لئے میرے ساتھ witnesses نہیں ہیں لیکن certainly وہ حکومت کا ہی document تھا۔ اس document میں 80 سے زیادہ ترامیم تھیں۔ اس کا مقصد کیا تھا؟ اس کا مقصد بہت ہی خطرناک تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ جو ہمارے بنیادی حقوق ہیں جن میں right to life, right to freedom of expression and right to freedom of movement, due process and fair trial ہیں، یہ سب کسی نہ کسی بہانے سے side پر کیے جا سکتے تھے۔ Article 8 میں یہ ترمیم کی جا رہی تھی اور اسے بہانہ بنایا جا سکتا تھا کہ اگر کسی کو arrest کر لیا جاتا تو وہ بعد میں اس کے خلاف کوئی بھی عدالت نہیں جا سکتا تھا۔

یہ اس کی ایک گھمبیر قسم کی شق تھی جس کو مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے دیکھتے ساتھ ہی کہا کہ یہ ایک کالا ناگ ہے۔ اسی طرح Article 199, جو ہم سب کو پتا ہے کہ Article 199 کیا ہے۔Article 199 یہ ہے کہ اگر ہمارے کوئی بھی حکومت یا کوئی بھی official کوئی قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے تو ہم عدالت جا سکتے ہیں، ہائی کورٹ میں جا کر relief لے سکتے ہیں، اپنی استدعا پیش کر سکتے ہیں اور ہم جو request کریں وہ مل سکتی ہے۔ ہائی کورٹ کی یہ power بھی کئی معاملات میں ختم کی جا رہی تھی۔ اسی طرح ایک آئینی عدالت بنائی جا رہی تھی اور اس آئینی عدالت میں کیا تھا۔ اس آئینی عدالت میں یہ تھا کہ آپ اپنی من پسند عدالت بنائیں گے، اپنے من پسند ججز اس میں رکھیں گے اور اس عدالت کے ذریعے آپ اپنے بہت سارے کام کرا لیں گے اور بہت سارے cases جو آپ کے خلاف ہیں یا جو آپ کے مخالفین کے خلاف ہیں بالخصوص پی ٹی آئی کے خلاف ہیں، جس جماعت سے میرا تعلق ہے، عمران خان، بانی، چیئرمین پی ٹی آئی کے خلاف ہیں، وہ cases ختم ہو جائیں گے اور آپ کے cases کامیاب ہو جائیں گے۔

جو document پہلے آیا، اس میں 80 plus clauses اس قسم کی گھمبیر اور خطرناک شقیں تھیں۔ جب ہم نے یہ دیکھا، اس وقت ہمیں معلوم نہیں تھا، صرف اخباروں میں پتا چل رہا تھا۔ لیکن ابھی وزیر قانون صاحب نے پارلیمانی کمیٹی کا ذکر کیا۔ اس پارلیمانی کمیٹی میں جو پہلی میٹنگ ہوئی، اسی دن سینیٹ اور قومی اسمبلی کے اجلاس بھی بلائے گئے تھے اور خبر یہ چل رہی تھی کہ کچھ لوگوں کو لے کر آیا جائے گا اور یہ Bill pass کر دیا جائے گا۔ وہ تو ہم شکر گزار ہیں مولانا صاحب اور JUI کے کہ انہوں نے جب یہ دیکھا اور سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب میرے پیچھے بیٹھے ہیں، انہوں نے point out کیا اور کہا کہ یہ والا draft ہمیں قطعاً منظور نہیں کیونکہ یہ آئین میں ترمیم نہیں، یہ آئین کو توڑا جا رہا ہے۔ قوم کو ایسا نقصان پہنچایا جا رہا ہے جو کہ کبھی درست نہیں ہو گا، اس لیے ہم بھی اس کا حصہ نہیں بنیں گے۔ جب ہمیں بتایا گیا تو ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ ہمارے ساتھ ایک اور پارٹی ہے جو انصاف، قوم، جمہوریت اور قانون کی بالادستی کے لیے کھڑی ہوئی ہے۔

اس کے بعد آپ کو پتا ہے کہ اخباروں میں سارا آتا رہا، سب کو پتا ہے کہ کیا ہوا۔ پالیمانی کمیٹی تو ایک rubber stamp کمیٹی تھی، اس نے ایک document pass کر دیا۔ پرسوں ہمیں مولانا صاحب سے ملاقات کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے ایک اور document ہمیں پیش

کیااور document پیش کرنے کے بعد انہوں نے کہاکہ یہ ایک ایسا document ہے جس پر مختلف جماعتوں میں کچھ agreement ہورہی ہے، آپ اس کو دیکھیں۔

ہم ایک سیاسی جماعت کے طور پر اس کو دیکھنے کے لیے تیار تھے مگر جناب چیئرمین ! ایک اور process کی بات کررہے ہیں، عمل کی بات کررہے ہیں، ان دنوں میں ایک اور عمل جاری تھا۔ عمل یہ تھاکہ ہمارے بانی، چیئرمین عمران خان صاحب کے ساتھ ملاقات کا جو process چل رہاتھا، وہ سارا بند کردیا گیا۔ ہم ان کے ساتھ ملاقات نہیں کرسکتے تھے تو جناب چیئرمین ! آپ خود ہی بتائیں کہ مشاورت کے بغیر ہم کس طرح دیکھ سکتے ہیں یا کس طرح comment کرسکتے ہیں کہ ایک آئینی ترمیم ہونے جارہی ہے جس کا document ہمیں ملاہے، ہم کس صورت میں ان کی مشاورت کے بغیر اپنافیصلہ خود کرلیں۔ ہم نے درخواست کی کہ ہمیں وقت دیا جائے کہ ہم عمران خان صاحب سے ملیں۔ مولانا صاحب نے facilitate کیااور ہمیں وہ وقت ملا، تقریباً 35 منٹ کا وقت دیا گیا۔ ان 35 منٹ میں ہمیں سب سے پہلے تو یہ پتاچلا کہ پندرہ دن سے عمران خان صاحب کو کسی سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ ان کو ایک 10x12 فٹ کے کمرے میں بند کرکے نہ ان کے پاس ٹی وی تھا، نہ ان کے پاس اخبار تھی اور نہ کسی سے contact تھا۔ انہوں نے بتایا کہ صرف ڈیڑھ گھنٹے کے لیے ان کو باہر نکالا جاتا تھااور پھر اندر رکھا جاتا تھا۔ ان کو کچھ معلوم نہیں تھاکہ پاکستان میں کیاہورہاہے۔ ان کو یہ بھی معلوم نہیں تھاکہ ہم کیوں آئے ہیں اور یہ جو آئینی ترامیم کے حوالے سے پوری قوم دیکھ رہی ہے کہ اس کی شقیں کیا ہیں، اس کی discussion کیا ہے۔ انہوں نے ہم نے پوچھاکہ آپ کس طرح آگئے، آپ کو کس نے اجازت دی؟ یہ recorded ہے کیونکہ وہاں سب کچھ record ہوتاہے۔ یہ ساراکچھ recorded ہے، اس لیے میں جو بات کررہاہوں، بالکل exactly کررہاہے جو اُدھر ہوئی۔ ہم نے ان کو بتایا کہ یہ پوزیشن تھی کہ پہلے ایک بہت خطرناک قسم کا بل تھا۔ JUI نے بہت بڑا اچھا stand لیا، وہ ایک نیا بل لے کر آئے ہیں جن میں سے بہت ساری شقیں، جو میں نے ذکر کیا، Article 8 کی ترمیم، Article 199 کی ترمیم، آئینی عدالت کو نکال دیاگیاہےاور وہ چاہتے ہیں کہ ہم اس پر discussion کریں۔ توانہوں نے ہمیں یہ کہاکہ اچھی بات ہے discussion ہونی چاہیے لیکن اس طرح تو نہیں کہ میں اِدھر بیٹھاہوں اور میں پانچ منٹ میں اس پر کوئی فیصلے کروں، میرے اور بھی ساتھی ہیں، آپ کی پارٹی

کے اور بھی لیڈرز ہیں، میں چاہوں گا کہ ان سے مل لوں اور مل کر پھر ہم اس معاملے کو آگے چلاتے ہیں، جلدی کیا ہے۔

ہم نے 25 تاریخ کا ذکر کیا کہ شاید 25 تاریخ حکومت کے لیے بہت اہم ہے، بار بار بات کرتے ہیں کہ 25 ,25 ,25 تو انہوں نے کہا کہ 25 کیا ہے۔ ,25 آپ کو بھی پتا ہے، ہمیں بھی پتا ہے کہ 25 کو existing Chief Justice Sahib retire ہو رہے ہیں۔ تو یہ سارا کچھ جو ہو رہا ہے، وہ 25 سے پہلے ہے۔ آگے چل کر اس کی وجہ بھی میں بتاؤں گا کہ کیا ہے لیکن 25 important ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے کسی pressure میں نہیں آنا، مجھے چاہیے مشاورت۔ ہم نے واپس آکر جب پوچھا کہ مشاورت کا مزید وقت دیجیے تو وہاں سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔

دوسری وجہ جو ہم اس process کا حصہ نہیں بن سکے، نہ بن سکتے ہیں اور نہ بننا چاہیں گے، وہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے بانی، چیئرمین سے مشاورت کا بھی موقع نہیں ملا۔ اس لیے میں نے یہ دو وجوہات آپ کو بیان کر دیں۔ تیسری پوزیشن آتی ہے جو actually یہ document سامنے آیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے، میں بڑے وثوق سے کہہ تو نہیں سکتا لیکن مجھے لگتا یہی ہے جو میں نے اپنے کچھ ساتھیوں سے discussions کیں کہ یہ جو document آیا ہے، یہ جناب چیئرمین! آئینی ترمیم ہے، یہ کوئی عام document نہیں ہے۔ یہ ایک constitutional amendment ہے، a Constitution that is for the people, it is by the people لیکن مجھے لگا کہ اس ایوان میں بہت سارے لوگ ہیں جنہوں نے اس کو پڑھا بھی نہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں کچھ لوگوں کا امتحان لے سکتا ہوں، میں بات کر سکتا ہوں کہ Article 175A کی clause 7 میں کیا ہے اور Article 188 میں کیا ہے، تو ہو سکتا ہے کہ 99 per cent لوگ مجھے جواب نہ دے سکیں اور اس امتحان میں فیل ہو جائیں۔ ہم اس طرح amendments pass کریں گے تو یہ جمہوریت پر ایک طرح سے بہت بڑا دھبہ ہو گا۔

تیسری وجہ، جناب! میں on the record بات کر رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ یہ دیکھیں، وقت کو دیکھتے ہوئے، یہ آئینی ترمیم، ہمیں سمجھ آگئی کہ وہ pass تو ہو جانا ہے لیکن for

the record میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ یہ document جو میں نے سرسری طور پر پڑھا ہے، اس میں بھی بہت serious errors ہیں، ایسے serious errors ہیں جو مستقبل میں ہمیں اتنا نقصان پہنچائیں گے کہ ہمیں اس کو reverse کرنے میں بہت مشکلات پیش آئیں گی۔ ایک دو مثالیں آپ کو دیتا ہوں، مثلاً ٹھیک ہے اس میں آپ نے جو آئینی عدالت بنانی تھی وہ نہیں بنائی لیکن اسی کو ایک نیا نام دے دیا۔

آئینی بنچ، اور اس آئینی بنچ میں بھی Law Minister Sahib نے تو کہا ہے اس میں انہوں نے appointment کا طریقہ بتایا ہے، بالکل بتایا ہے لیکن وہ سارا tilted ہے حکومت کے favour میں یعنی کہ اس process کے ذریعے حکومت اپنے جج اس بنچ میں بٹھا سکتی ہے۔ آپ دیکھ لیجئے گا تین چار دن میں یہ فیصلہ آنے والا ہے اور وہ کن کن کو select کریں گے، وہ آپ دیکھ لیں گے اور selection کا process حکومت نے ultimately اپنے ہاتھ میں رکھ لیا ہے۔

اسی طرح مختلف criteria ہوتے ہیں، جناب چیئرمین! آپ کے پاس بھی discretion ہے، آپ بہت بڑے عہدے پر بیٹھے ہیں لیکن discretion جب آپ استعمال کرتے ہیں تو اس کی کوئی guidelines ہوتی ہیں اور guidelines اس لیے ہوتی ہیں کہ اگر یہ situation ہے تو آپ یہ فیصلہ کریں گے، اگر یہ situation ہے تو آپ مختلف فیصلہ کریں گے۔ اسی طرح ہر institution کا discretion ہوتا ہے، appointment کا بھی ایک transparent process ہوتا ہے، مثلاً چیف جسٹس کی appointment کا کہ وہ seniority based ہونا چاہیے senior most, اگر آپ نے senior most نہیں کرنا تو اس کے بھی criteria ہوتے ہیں۔ اس قانون میں وہ criteria نہیں دیا ہوا۔

تیسری چیز آپ نے Constitutional Bench بنایا، چلیں ایک سیکنڈ کے لیے مان لیتے ہیں کہ ایک اچھی چیز ہے Constitutional Bench بنا دیں، وہ آئینی cases دیکھے گا ۔ لیکن جو بھی practicing lawyer ہے وہ آپ کو بتائے گا کہ constitutional matters بہت سارے ہوتے ہیں، rent case میں بھی

میں بھی matter کے sales tax آ جاتا ہے، constitutional matter
بن جاتا ہے، عام caseکسی کا ہو اس میں بھی constitutional issue
آجاتا ہے تو یہ اتنی بڑی confusion ہوگی کہ کون constitutional legal point
سا matter bench میں جانا ہے اور کون سا matter جو ہے وہ آئین کی اس نئی ترمیم کے
تحت سپریم کورٹ میں جانا ہے وہ confusion رہے گی۔ پھر پریذائیڈنگ جج کیا ہے، اس
کے کیا اختیارات ہیں، چیف جسٹس کے برابر ہیں یا اس سے کم ہیں۔ یہ سارے سوالات ہو سکتے ہیں ،
میں غلط سوال کر رہا ہوں لیکن جب debate ہوتی ہے، جب اس پر بحث ہوتی ہے تو پھر ان
سوالات کے جواب آتے ہیں اور پھر drafting میں وہ جو مشکلات ہیں وہ آپ حل کر سکتے ہیں
لیکن جب آپ سینیٹ جیسے ایوان میں آئے ہیں، جہاں لوگوں نے پڑھا ہی نہیں ہے اور وہ صرف
rely کر رہے ہیں۔ Attorney General Sahib بیٹھے ہیں، ہو سکتا ہے انہوں نے
draftکیا ہو، ہو سکتا ہے Law Minister Sahib نے کیا ہو یا کچھ کمیٹی ممبرز نے بیٹھ
کر فیصلہ کیا ہو، ان پر rely کر رہے ہیں تو یہ بات درست نہیں ہے۔ بہر حال ultimately
میں announce کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ اس میں ووٹنگ نہیں کر سکتے لیکن
ہم on the record مولانا صاحب اور جے یو آئی کا بھی شکریہ ادا کرتے
ہیں کہ انہوں نے وہ والا جو ایک خطرناک قسم کا Bill حکومت لانا چاہتی تھی اس سے کم از کم ہمیں
بچایا ہے اور ایک ایسا Bill لائے ہیں جس سے شاید آئین نہ ٹوٹے لیکن وہ اس کو ضرور توڑ موڑ
کے اس کو کافی نقصان پہنچائیں گئے اور ultimately آپ دیکھیے گا ہم سارے ادھر ہی
ہیں اور اگر ادھر ہی رہے تو پھر ہمیں پتہ چلے گا کہ تو اس سارے مسئلے کو reverse کرنا پڑے
گا، شکریہ۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں، میں نے Parliamentary Leader کو ٹائم
دیا ہے اب میں پیپلز پارٹی کے Parliamentary Leader کو ٹائم دیتا ہوں۔ آپ کو ٹائم
ملے گا، آپ کے Parliamentary Leader بول چکے ہیں، میں دیتا ہوں۔ شیری رحمان
صاحبہ۔

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمان: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج ہم سارے اس ایوان میں موجود ہیں، آج یہاں جو اتنی اہم Legislation pass ہونی ہے، پورے ملک کی توجہ اس پر مبذول ہے اور میں ایک بات ضرور کہوں گی کہ میں نے Opposition کے Parliamentary Leader Barrister Sahib کی باتیں سنی اور ہم نے ان کو بصد احترام نہ صرف سنا بلکہ اس کمیٹی میں شمولیت کی دعوت بھی دی تھی۔ ان کی ساری شقیں اور suggestions کو بار بار invite کیا، انہوں نے آخری دن تک اپنے نیشنل اسمبلی کے اور چیئرمین پارٹی کے Barrister Gohar کے ساتھ آخری دن تک کوئی ترامیم جو ٹھوس تھیں، جن کا کوئی معنی تھا، انہوں نے کوئی شق نہیں پیش کی۔ دس دفعہ یہ Parliamentary Committee ملی ہے اور اب میں شروع کرنا چاہتی ہوں چیئرمین صاحب! کہ یہ سوال ہو رہا ہے؟ کہ یہ کیوں بن رہا ہے اور بار بار یہ بات کی جارہی ہے کہ یہ سیاسی مقاصد کے لیے ہوتا ہے۔ تو میں پہلی بات یہ کہوں گی کہ میں پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتی ہوں اور ایک ادنیٰ کارکن ضرور ہوں، لیکن اس وقت مجھ پر یہ ذمہ داری ہے قوم اور اس ایوان کو یاد دلانے کی کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اس آئین کی بنیاد رکھی، consensus اور شراکت داری سے 1973 کے آئین کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد اٹھارویں ترمیم کے ذریعے وفاق کو بچانے کا ایک پورا ڈھانچہ اور منصوبہ پیش کیا اور آج اسی تسلسل میں، میثاق جمہوریت کے تسلسل میں، اس کی legacy اور اس کی میراث میں جو شہید محترمہ کا خواب تھا، اس وقت میاں محمد نواز شریف کا بھی خواب تھا۔ چیئرمین صاحب! آپ جانتے ہیں اس کی 70 سے 80 فیصد شقیں ہم نے اٹھارویں ترمیم کے ذریعے یقینی بنائیں اور اس عمل میں بھی پیپلز پارٹی نے پہل کی اور ایک طویل exercise کے ذریعے اپنے سارے دوستوں کو، زعما کو ساتھ لے کے چلے۔ آج جو ہم کرنے جارہے ہیں کوئی حملہ نہیں ہے، بار بار کہا جارہا ہے کہ یہ حملہ ہے۔ تو چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے، سب یہ بات تسلیم کریں گے جو نوجوان چیئرمین ہیں اس پارٹی کے لیکن انہوں نے اس میں تحرک کی، اتنی leadership دکھائی کہ اس کا جو دائرہ تھا circle of consultation دائرہ شراکت داری کا چیئرمین صاحب! انہوں نے نہ صرف وکلا تنظیموں میں خود جا کے بات کی ہے، اس کے لیے دلائل دیے ہیں،

اس کے آپ خود وکیل بنے ہیں اور ہر جگہ اپنا موقف شفافیت کے ساتھ اور ڈٹ کر قوم کے ساتھ شیئر کیا ہے، میڈیا پر شیئر کیا ہے، آپ کے توسط سے پارلیمان میں بھی شیئر ہوا ہے اور میں یہ بھی کہوں گی کہ مجھے بار بار کہا گیا کہ آپ نے ہر civil society کا engagement, civil society کے actor سے، چاہے آپ ان کی بات سن سکیں یا نہیں, include کر سکیں یا نہیں، اس phase میں لیکن ان کی بات سنیں، ان کو وزن دیں، ان کو عزت دیں اور ان کی جو پریشانی ہے، ان کی جو سوچ ہے پیپلز پارٹی کے طریقے کار میں خاص طور سے انسانی حقوق کے حوالے سے ان کو include کریں۔

چیئرمین صاحب! ہم perfect نہیں ہیں لیکن قوموں کی تاریخ میں ایک موڑ آتا ہے، کون مجھے یہاں کہہ سکتا ہے کہ آپ بتائیں اپنے صدقِ دل سے بتائیں کہ is our judicial system not broken, is it not broken. Please tell me that, it is not something you can say, یہاں میں عزت سے کہوں گی Article 58(2)(b) کی بات ہوئی، Article 58(2)(b) تگ و دو کر کے ساری جماعتوں نے مل کے ہٹایا، تو پھر آپ کو اور میاں نواز شریف کو ایک اور Article 58(2)(b) میں ہٹا دیا گیا۔ جیسے آپ نے خود بتایا ہے کہ کسی نے آپ سے کہا گیلانی صاحب آپ نے تو ہٹا دیا ہے لیکن پھر دیکھیے گا کہ کہاں سے آپ کو ہٹایا جائے گا جب آپ پرائم منسٹر ہیں۔ تو پرائم منسٹر کو آپ جب جس دن no confidence لیتے ہیں اور بلاول بھٹو زرداری نے بار بار یہ بات سمجھائی ہے کہ ایک تو آپ کا حق ہے، پارلیمان اپنے حقوق مانگے، سسٹم کو فکس کرنے کی کوشش کرے تو کہا جاتا ہے کہ آپ سیاسی مقاصد کے لیے کر رہے ہیں، اپنی جان بچانے کے لیے کر رہے ہیں۔

سیاست کوئی گندا لفظ نہیں ہے، کوئی گلی کا کچرہ نہیں ہے۔ ہم فخر سے یہ سیاست کرتے ہیں اور بہت سے لوگ یہاں قربانی دے کر آتے ہیں۔ ہم صرف بڑی سفید گاڑی میں یہاں نہیں پہنچتے ہیں، قربانیاں دے دے کے اور ہمارے ہاں قربانیاں دے کر شیری باجی ابھی بولیں گی قربانیاں دے دے کے ہم پہنچتے ہیں۔ تو

آپ مجھے بتائیں کہ ہمیں یہ حق بھی نہیں ہے کہ پارلیمان اپنے اختیارات کو یقینی بنانے کے لیے آپ کے شفاف انداز میں قانون سازی کرے۔

یہ بار بار کہا جا رہا ہے کہ کالا ناگ تھا، تو دیکھیں جی ہم ناگ کے سامنے بین نہیں بجاتے۔ ہم کالے یا سفید ناگ کے سامنے بین نہیں بجاتے۔ ہم پاکستان پیپلز پارٹی سے ہیں، ہم اُسے وہیں ختم کرتے ہیں۔ جی۔ کالا ناگ ختم کیا گیا، اگر تھا تو وہ ختم کیا گیا۔

یہ کوئی بات نہیں ہوتی۔ تعمیری بات کریں، ملک کے حالات دیکھیں، آپ نے اسے جوڑنا ہے یا تقسیم کرنا ہے، آپ نے اسے توڑنا ہے یا تعمیر کرنا ہے۔ تو میرا آپ سے یہ کہنا ہے کہ کیوں پاکستان پیپلز پارٹی نے اسے بار بار، اس میں اتنی leadership دکھائی کہ میں نہیں سمجھتی کہ بہت سارے لوگ، اس میں ہر دوست نے ان تھک محنت کی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جو leadership چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے دکھائی ہے، وہ کوئی اور اس وقت نہیں دکھا سکا۔ اس میں کوئی سیاسی vacuum نہیں چھوڑا کہ سیاسی leadership اس میں شفافیت کے ساتھ ترامیم کرے۔ اب میں یہ بتاؤں گی کہ دیکھیں، پہلا۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر شیری رحمان: محترم ہیں، ہمارے ساتھ ہیں، وہ بے شک کریں۔ دیکھیں چیئرمین صاحب، اس میں جو سیاسی لڑائی لڑی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہر چیز federation میں کیا ہوتی ہے، دیکھیں یہ وفاق کی جو پوری زنجیر ہے وہ پیپلز پارٹی کا آئین رہا ہے۔ جب East Pakistan آپ سے الگ ہوا، سقوط ڈھاکہ ہوا، اس کے بعد یہ سینیٹ وجود میں آئی۔ یہ سینیٹ سقوط ڈھاکہ کے بعد وجود میں آئی یا نہیں، چیئرمین صاحب! یہ آپ کے وفاق کو بچانے آئی کہ پھر کوئی صوبہ سر اٹھا کر یہ نہ کہے کہ ہمارے حقوق سلب ہوئے۔ ابھی ان حالات میں بھی صوبوں کے حقوق سلب ہوتے ہیں۔ میں یہ بہانگ دہل کہوں گی کہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ perfect democracy نہیں ہے، نہ ہم perfect ہیں، نہ ہم فرشتے ہیں لیکن ہم اس طرف آپ کے سامنے سر جھکا کے عوام کے سامنے کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے حقوق ہم سے نہ لیں۔ صوبوں کے حقوق جب آئیں گے as representatives, نمائندہ حقوق، جو پاکستان پیپلز پارٹی کا موقف ہے، اور جو شفافیت کے

ساتھ آئیں گے اور judges کی تقرری میں پارلیمان کا ہاتھ ہوگا، تو آپ مجھے بتائیں کہ یہ کہاں سے judiciary یا court پر assault ہے۔ بہت سے مسائل اٹھتے ہیں۔

Mr. Chairman: Please windup.

سینیٹر شیری رحمان: جناب، بیرسٹر صاحب نے اٹھارہ منٹ بات کی، میں دس منٹ تو کروں گی۔ بہت شکریہ جناب۔ بہت سے مسائل اٹھتے ہیں لیکن آپ نے دونوں Houses کی ایک Parliamentary Committee بنائی جن میں سارے پارلیمانی leader موجود تھے، وہاں آپ آکر ، thank you Dar Sahib, وہاں آکر آپ اپنی اپنی ٹھوس گزارشات پیش کرتے، یہی جمہوریت کا حسن ہے اور اسی لیے elect ہو کر آتے ہیں۔

بات simple سی ہے جی، دنیا میں کہیں بھی یہ نہیں ہوتا کہ judges اپنے لیے طے کرتے ہیں کہ کون appoint ہوگا، کون آگے جائے گا اور کون نہیں جائے گا۔ دنیا میں پارلیمان کرتی ہے judiciary advisory کا۔ آپ کسی بھی ملک کو نکال کر دیکھ لیں، Judicial Advisory Committees ہوتی ہیں جس میں civil society ہوتی ہے اور یہاں رکھا گیا ہے کہ خواتین ہوں گی یا non-Muslim ہوں گے یعنی اقلیت کے ممبر ہوں گے۔ تو جن کی آواز نہیں ہے اس میں ان کی بھی آواز ہوگی۔

آپ بتائیں اس میں کون سا حملہ ہے؟ کون سا ناگ ہے بھائی۔ مجھے تو کوئی ناگ نظر نہیں آ رہا سوائے اگر آپ کے Bill میں اور آپ بار بار پرانے Bill کو criticize کریں کہ اس میں یہ تھا اور اُس میں وہ تھا۔ میرے دس منٹ بالکل ہو رہے ہیں اور میں complete کر رہی ہوں کیونکہ مجھے خیال ہے کہ اس House نے آگے بھی جانا ہے۔ میں یہ windup کرتے ہوئے یہ آخری بات کہوں گی کہ دیکھیں جناب،.everything is a work in progress پارلیمان کا ہر کام ایسا ہوتا ہے۔ آپ آگے جا کر شراکت داری سے سب کچھ کر سکتے ہیں اور آپ نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے آپ کا سر فخر سے بلند نہیں ہو سکتا۔ آپ اس کو study کریں اور دوسرے ممالک سے موازنہ کریں اور آپ بتائیں۔

پھر آخر میں میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گی آپ کا بھی چیئرمین صاحب، یہاں میرے سارے colleagues ہیں،,senior, junior ہر قسم کے بیٹھے ہیں۔ اس میں سب نے بہت محنت کی

ہے اور خاص طور پر چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب اور Prime Minister جنہوں نے صبح شام ہمارے سوال جواب اور ہماری جتنی بھی سفارشات تھیں ان کو برداشت کیا۔ مولانا صاحب تو ظاہر ہے ہمارے ساتھ آئے ہیں اور انہوں نے جو ترامیم پیش کی ہیں وہ بھی سر آنکھوں پر لیکن بہتر ہوتا کہ PTI بھی as a parliamentary party اپنی سفارشات لے کر آتی، اسی لیے ہم پارلیمان میں ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: پارلیمانی leader جب time ہو گا تو ان کو پہلے دیں گے لیکن ایمل بھائی، میں آپ سے request کروں گا کہ تھوڑی short بات کریں گے۔

Senator Aimal Wali Khan

سینیٹر ایمل ولی خان: جی ان شاء اللہ۔ میں جتنی short ہو سکتی ہو، میں اتنی کوشش کروں گا اور میں آپ سے request کروں گا کہ اس process کو اب windup ہونا چاہیے۔ میرے خیال میں آپ اس کو لمبا کر رہے ہیں۔ اس کو اب اتنا لمبا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر آپ لوگ میرے ساتھ ہیں تو میں بات کرتا ہوں۔ جناب!

(مداخلت)

سینیٹر ایمل ولی خان: برداشت کریں، بولنے تو دیں۔ شکریہ جناب، شکریہ۔ جناب! آج الحمد للہ، آخر کار وہ ترامیم جو ان شاء اللہ جمہوریت کی بقا، جمہوریت کی زور آوری، دستور اور پارلیمان کی طاقت کی نمائندگی کر رہی ہیں۔ زندگی بھر لوگ ہمیں یاد کریں گے کہ ہم نے ثاقب نثار، جسٹس گلزار اور کھوسہ جیسے judges کی future میں تقرری روک دی ہے اور اس بات پر ہمیں فخر ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ایمل ولی خان: ان شاء اللہ، ان شاء اللہ پاکستان کو فائز عیسیٰ جیسے judges کی ضرورت ہے، پاکستان کو لاہوری گروپ کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح judiciary میں ساسو ماں کے فیصلے ہوتے تھے، ٹرکوں پر فیصلے ہوتے تھے، جب لاہوری گروپ فیصلے کرتے تھے۔ ان شاء اللہ ہمیں امید ہے کہ اس amendment کے بعد ایسے فیصلے اور ایسے لوگ سامنے نہیں آئیں گے۔

جناب! لوگ کہہ رہے ہیں کہ حکومت اپنے پاس طاقت رکھ رہی ہے کہ judges کو appoint کرے۔ تو اگر یہ طاقت حکومت کو نہ دیں تو پھر کیا سینیٹ کے کسی کلاس فور کو دے دیں کہ وہ judges کو appoint کرے۔ Obviously, حکومت کا نام ہی یہی ہے جس نے نظام کو چلانا ہے۔ حکومت عوام کی نمائندگی کرتی ہے۔ انہوں نے judges کو بھی appoint کرنا ہے، انہوں کو Supreme Court کو بھی سیدھا کرنا ہے، کیوں رانا صاحب! انہوں نے High Court کو بھی سیدھا کرنا ہے، انہوں نے تمام نظام کو سیدھا کر کے عوام کے سامنے رکھنا ہے۔

جناب! ادھر بات ہوئی۔ آج کے دن ایسی باتیں نہیں ہونی چاہیں لیکن ایک طرف پاکستان تحریک انصاف کے Parliamentary Leader کہتے ہیں کہ ہم نے روز اول سے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس Bill میں ہم حصہ نہیں بنیں گے اور thank you, Special Committee میں جتنے بھی ممبر اراکین میرے سامنے بیٹھے ہیں، یہی رائے میری ہر Special Committee میں رہی ہے کہ PTI non-serious and non-interested ہے اور آپ جو بھی قانون لائیں گے یہ لوگ مخالفت کریں گے۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب! Special Committee کی دس meetings ہوئی ہیں۔ ہر meeting میں علی ظفر بھائی نے تقریر جھاڑی ہے۔ آج کہہ رہے ہیں کہ ہم نے حصہ نہیں لیا۔ اگر اُدھر نہ آسکتے تھے تو ZOOM پر بیٹھ کر ہمیں اپنی تقریر سناتے تھے۔ ہم نے ہر meeting میں ان کی تقاریر سنی ہیں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ایمل ولی خان: ہر meeting میں وہ dictator ایوب خان کا گند بیٹھا ہوتا تھا اور ہر meeting میں وہ اپنی گندگی ہمیں سناتا تھا۔ اگر PTI میں کوئی ایک بہترین چیز ہے وہ ان کا چیئرمین پاکستان تحریک انصاف ہے اور میں ان کی منتیں کرتا ہوں کہ اپنے چیئرمین کو مان لیں۔ انہیں آپ ہی نے چنا ہے، ہم نے نہیں چنا۔ بیرسٹر گوہر کو PTI کا چیئرمین PTI نے چنا ہے، ہم نے نہیں چنا اور یہ خود اپنے چیئرمین کو نہیں مانتے اور بانی چیئرمین، بانی چیئرمین، بانی چیئرمین۔ اب بانی ختم ہو چکا ہے۔ بانی قید ہے۔ یہ سیاست ہے، سیاست میں آگے بڑھو۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ایمل ولی خان: ہمارا بانی باچا خان سو سال پہلے تھا۔ اب سیاست آگے چل رہی ہے۔ ہم آج تک بانی کے انتظار میں رہیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ پارٹی نہیں بلکہ single person ہے۔ اگر اس کی مرضی ہو گی تو فیصلہ ہو گا اور وہی ہو گا، اگر مرضی نہیں ہو گی تو فیصلہ نہیں ہو گا۔

Mr. Chairman: Thank you so much.

سینیٹر ایمل ولی خان: نہیں جناب! میں بات کروں گا۔ ابھی تھوڑی کلاس باقی ہے۔

جناب! اس آئینی ترمیم پر پی ٹی آئی کی خواہش اور خصلت پہلے دن سے ہے۔ ہم اگر آج ان سے کہتے ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو یہ اس کی بھی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ اس کو مسلم لیگ والے لا رہے ہیں۔ لہٰذا میں Chair سے request کروں گا کہ جتنے بھی Parliamentary Leaders ہیں، آپ کی بدولت ہم سب نے Special Committee میں حصہ لیا ہے ورنہ Special Committee سے Senators کو باہر رکھا گیا تھا۔ ہم سب کی demand پر آپ نے اس Special Committee میں سب کو شامل کرایا کہ سینیٹ میں بھی فائدہ ہے۔

جناب! میں آج سمجھتا ہوں کہ جو Bill پیش ہو رہا ہے، اس میں چار نکات کم ہیں، brother, آپ کے اس میں چار نکات نہیں ہیں۔ ہم نے 26 نکات پر اتفاق کیا تھا۔ آج 22 نکات آ رہے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر ایمل ولی خان: میں ابھی بات کر رہا ہوں اور کامران صاحب اپنی باری پر بات کریں گے۔ 9 مئی کو جس نے بھی دفاعی تنصیبات پر حملہ کیا ہے، ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے، اگر آپ اس کو bill کا حصہ بناتے ہیں یا حصہ نہیں بناتے۔ ہمیں دفاعی ادارے سے ہزاروں شکایات ہیں۔ PTI کو کیا شکایت ہے؟ آپ کے بانی کو قید کیا ہے، بس یہ ہے۔ آپ تاریخ یاد رکھیں، میں اس گھرانے سے ہوں جس کا باپ، دادا اور پردادا ایک ہی وقت میں تینوں نسلیں عمر قید میں بند ہوئیں، ہم نے تب بھی کسی فوجی چھاؤنی پر حملہ نہیں کیا۔ ہاں، اپنی سیاست کی، 12 اگست 1948 کو 600 سے

زیادہ شہدا ریاست نے عوامی نیشنل پارٹی کو دیے۔ ہم نے جنگ نہیں کی کیونکہ ہماری ریاست ہے، ہمارا ملک ہے، ہمارا پاکستان ہے۔ ہم نے یہ قسم کھائی ہے کہ ہم اپنے ملک کو اوروں سے بچا کر رکھیں گے تو ہم اپنے ملک میں بیٹھ کر حملے کرنا شروع کر دیں۔ ہاں، ہماری شکایات ہیں، اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہماری شکایات نہیں ہیں لیکن جتنے بھی Parliamentary leaders پی ٹی آئی کے علاوہ بیٹھے ہوئے ہیں، ان سب میں اس مسئلے پر اتفاق آ چکا ہے۔ JUI کی وجہ سے چار نکات ہٹائے گئے ہیں، میں Interior Minister صاحب سے کہتا ہوں کہ آپ وہ چار نکات لائیں، کوئی support کرے گا یا support نہیں کرے گا لیکن میں support کروں گا۔ کوئی بھی فوجی تنصیبات پر حملہ کرتا ہے، اس کے خلاف سخت ترین کارروائی ہونی چاہیے کیونکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

جناب! یہ صرف فوجی تنصیبات پر حملے کی بات نہیں ہے، میں نے پہلے بھی بات کی اور میرے دوست second کریں گے کہ فوجی تنصیبات کے ساتھ ساتھ سرکاری تنصیبات اور سرکاری تنصیبات کے ساتھ ذاتی تنصیبات پر بھی کسی کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ حملہ کرے۔

(مداخلت)

سینیٹر ایمل ولی خان: آپ نے KP House کو توواڑ دیا، آپ نے ادھر ڈرامہ باز بٹھایا ہوا ہے، کبھی بند کرا رہے ہو اور کبھی کھلا کرا رہے ہو۔

Mr. Chairman: Please, address the Chair.

سینیٹر ایمل ولی خان: اگر آپ کا بس چلے تو KP House نہیں، پورا پاکستان بند ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ ہم لوگ بیٹھے ہیں، ہم اس کو نہیں ہونے دیں گے، ہم ایک بانی کو بند کر رکھیں گے اور سارا پاکستان چلتا رہے گا۔ Sir, I request you کہ یہ بحث مباحثہ چلتا رہے گا کیونکہ اس پر بہت مباحثے ہو چکے ہیں، ایک ماہ ہوا کہ مباحثے ہو چکے ہیں۔ سینیٹر سید علی ظفر صاحب! آپ نے بھی اس کمیٹی میں بات کی اور آپ آج تنقید کر رہے ہیں، قوم کے سامنے ڈرامہ پیش کر رہے ہیں۔ ہم نے ایک ماہ دس دن آپ کی تقریریں سنی ہیں، آپ نے ایک تجویز بھی نہیں دی۔

(مداخلت)

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب ! اگر میری کوئی بات غلط لگی ہو تو میں معذرت خواہ ہوں، اگر میری بات غلط ہے تو عمل پورا کا پورا غلط ہے، ہم اس عمل کو neglect کرتے ہیں تو میں نے کیا غلط کیا ہے۔ ڈرامہ کوئی غلط لفظ ہے۔

Mr. Chairman: Please, address the Chair. Order in the House, please. Take your seats.

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب ! ہم سب کی باری پر چپ ہوتے ہیں، ہم سب آپ کی سن رہے ہوتے ہیں جو dialogues مارے ہیں، ہم نے سنے نہیں ہیں۔ جناب ! میں آخر میں ایک بات کرتا ہوں کہ جو لوگ اپنا فیصلہ خود کر رہے ہیں کہ ہم نے کیا اور فلاں نے کیا۔ بلیدی صاحب بیٹھے ہیں، کاکڑ صاحب بیٹھے ہیں، PML (Q) بیٹھے ہیں، ہمارے سمیت پاکستان مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی نے جو clauses عوام کے خلاف تھیں۔ ہم JUI کے بھی مشکور ہیں کہ انہوں نے بھی وہ سوالات اٹھائے ہیں، یہ جو 56 سے 26 پر آیا ہے تو یہ سب کی مشاورت سے آیا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ایک دو فریق نے کوشش کی اور اس سے ہو گیا اور میرے خیال میں باقی سب ایک ہی جگہ میں لگے ہوئے ہیں، غلط تاثر نہیں دینا چاہیے۔ جناب ! ایک مرتبہ دوبارہ request کرتا ہوں کہ اس پر بہت زیادہ بحث مباحثہ ہو گیا ہے، اب وقت ہے کہ اس پر voting کرائیں، اس کو کامیاب کرائیں اور اس کو فارغ کریں۔

جناب چیئرمین: ایم کیو ایم کے پارلیمانی لیڈر سینیٹر سید فیصل علی سبزواری صاحب۔

سینیٹر سید فیصل علی سبزواری: جناب ! آج وزراء صاحبان آئے ہیں تو اس لیے میں یہاں پر shift ہو گیا ہوں۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں نے کونسا روکا ہے۔ جی سید فیصل علی سبزواری صاحب۔

<u>Senator Syed Faisal Ali Subzwari</u>

سینیٹر سید فیصل علی سبزواری: جناب ! آج ایوان میں آئینی ترامیم کا مسوّدہ پیش ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو پارلیمانی سپیشل کمیٹی بنائی گئی ہے، اس نے کافی عرق ریزی کی ہے، آپ کا شکریہ کہ آپ اور Leader of the House نے بات کر کے سینیٹ کے سارے پارلیمانی لیڈرز کو اس کمیٹی میں شامل کیا اور ہم سب کا وہاں پر input گیا۔ جناب ! بات یہ ہے کہ میرے فاضل

دوستوں نے یہ بات کی کہ تاثر یہ بنا ہے۔ ہمارے media کے دوست بھی یہاں پر بیٹھے ہیں، باہر پوچھ رہے ہوتے ہیں کہ اس میں عوام کی بہتری کے لیے کیا ہے۔ یقیناً ہمیں یہ بتانا چاہیے کہ عدالت اپنا کام فعال طریقے سے کرے تو یہ عوام کی بہتری کے لیے ہی ہونا چاہیے۔ عوام کی بہتری اسی چیز میں ہے کہ عام لوگوں کے مقدمات اور ان کی اپیلیں ہوتی ہیں جن کی دس، دس برس تک Supreme Court of Pakistan میں شنوائی نہیں ہوتی اور وہ سنی نہیں جاتیں۔ کوئی راہنما ایک تقریر کر دے یا فرمائش کر دے تو صبح Supreme Court of Pakistan میں suo motu لے لیا جاتا تھا۔

جناب! اس لیے اگر آپ آئینی بینچوں کی تشکیل کرتے ہیں، اگر آپ یہاں پر judges کی ذمہ داری لگاتے ہیں کہ آپ آئینی مقدمات دیکھیں گے اور بقیہ judiciary عام لوگوں کی مسائل دیکھے گی تو یہ عوام کی فلاح ہے، یہ عوام کی بہتری کے لیے ہے۔ یقیناً ہم articles میں ترامیم کر رہے ہیں۔ سینیٹر سید علی ظفر صاحب نے کمال کر دیا اور یہ کہا کہ لوگوں نے پڑھا بھی نہیں ہوگا۔ جناب! ہم آپ کے ساتھ ہی اس کمیٹی میں تھے، میرے خیال میں سب نے پڑھا ہے۔ جناب! اگر حامد صاحب تشریف رکھیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سید فیصل علی سبزواری: جناب! اگر ایوان تھوڑا سا in order کریں تو میں گفتگو کر لوں۔ جناب! قصہ مختصر یہ ہے کہ جیسے سینیٹر ایمل ولی صاحب نے بجا فرمایا کہ ایک بہت بڑا پلندا تھا، بہت زیادہ ترامیم تھیں لیکن ہم نے بھی اس میں حصہ ڈالا اور تمام جماعتوں نے بھی حصہ ڈالا۔ ان باتوں پر آئے کہ جن چیزوں پر اتفاق رائے پیدا ہو جائے، ان کو یہاں پر لے آئیں۔ جناب! ایم کیو ایم نے ساتھ ساتھ یہ کیا کہ تمام معزز کمیٹی کے شرکاء کے پاس ہماری جو اپنی آئینی ترامیم تھیں یعنی آئین پاکستان کا Article 140 (A) یہ کہتا ہے کہ تمام صوبائی حکومتیں بلدیاتی حکومتوں کے انتخابات کروا کے اور انہیں مالی اور سیاسی اختیار دیں گے۔ اس کے بعد آئین خاموش ہے۔ بالکل یہ صوبوں کا اختیار ہے کیونکہ آئین نے کہا ہے کہ بلدیاتی نظام حکومت بنائیں اور ان کو آئین نے ایک واضح direction دے دی ہے کہ آپ کو انتظامی، سیاسی اور مالی خود مختاری دی جائے گی۔ بدقسمتی کے ساتھ کسی بھی صوبے میں جو بلدیاتی حکومتوں کا قانون لاگو ہے، انہیں وہ اختیارات نہیں دیے گئے

statement of objectives and میں لکھ دیا گیا، preamble
reasons میں لکھ دیا لیکن نیچے سارا کا سارا جنرل ضیاء کے زمانے کا بلدیاتی نظام قانون چل رہا ہے۔
ہماری خواہش ہے کہ جناب! Supreme Court of Pakistan نے Mr. Justice Gulzar نے ایک فیصلہ دیا تھا، یہ الگ بات ہے کہ اپنی retirement سے ایک روز پہلے دیا، انہوں نے کہا بلکہ میں کہتا ہوں تمام کے تمام صوبوں میں جو بلدیاتی نظام رائج ہیں وہ آئین کے حوالے سے clear نہیں ہیں۔ آئین کی direct contravention ہے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں فلاں subject ہونے چاہئیں ہم نے یہ پیش کیا۔

آپ دیکھتے ہیں کہ پنجاب ہو یا KPK یا سندھ ہو بلدیاتی حکومتیں چلی جاتی ہیں، اس کے بعد اگلے انتخابات نہیں ہوتے۔ ہم نے یہ ترمیم کی تجویز دی ہے کہ جناب! ان elections کی بھی آپ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی طرح sanctity کو برقرار رکھیئے۔ ہم نے یہ بھی تجویز دی ہے کہ subject defined ہوں، جس طریقے سے Concurrent List ہوتی تھی یا Federal Legislative List ہے، اسی طریقے سے یہ بھی لسٹ ہو، اور ایسا نہیں کہ وفاق وہاں جاکر ادارے بنائے، صوبے بنائیں لیکن وہ سارے کے سارے subjects ہیں۔ ہم نے باوجود اس کے کہ دیگر جماعتوں کی بھی ہمیں حمایت حاصل کرنی ہے۔

میں شکریہ ادا کروں گا، مسلم لیگ (ن) کا، وزیر قانون صاحب کا جنہوں نے بجا طور پر فرمایا کہ یہ درست ہے pro-people legislation ہے۔ اس وقت تمام جماعتوں کا کیونکہ consensus نہیں ہے لیکن حکومت اس کو بطور ستائیسویں آئینی ترمیم کے اوپر لے کر آئے گی۔ Special Committee کام کرتی رہے گی۔ اس میں ساری کی ساری چیزیں لے کر آئے گی۔ میں گزارش کرتا ہوں پاکستان تحریک انصاف کے دوستوں سے کہ آپ کی خدمت میں بھی آئینی ترمیم کا مسودہ پیش کیا گیا تھا۔ براہ مہربانی آپ اس کو دیکھیئے جو اس میں کمی وبیشی ہے اس کو دور کیجئے pre-people legislation کی طرف جائیں اگر آج فعال عدالتوں کی legislation پر judicial reforms میں جارہے ہیں تاکہ لوگوں کے لیے بھلا ہو اور اسی طریقے سے یہ بھی pro-people legislation ہے کہ فعال بلدیاتی حکومتیں ہوں بصورت دیگر میرے دوستوں نے اسی Special Committee میں یہ والی بات سینیٹر منظور احمد صاحب، تحریک

انصاف کے جناب عامر ڈوگر صاحب نے بھی کی کہ administratively بھی پاکستان کو مزید انتظامی یونٹ کی ضرورت ہے اور میں کہتا ہوں کہ بالکل یہ ہونا چاہیے آپ کو دونوں میں سے یہ چیزیں کرنی پڑے گی یا تو فعال ترین بلدیاتی حکومتیں دینی پڑیں گی یا نئے انتظامی یونٹ دینے پڑیں گے۔ Having said thatہم اپنی effort کو آئین میں pro-people amendments, pro-people legislationلانے کے لیے جاری رکھیں گے۔آج جو legislation قانون سازی، آئین سازی ہو رہی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پارلیمان کا حق ہے اس لیے ہم پارلیمان کے ساتھ کھڑے ہیں۔ بہت شکریہ!

Mr. Chairman: Thank you. Senator Atta-ur-Rehman Sahib.

Senator Atta-ur-Rehman

سینیٹر عطاء الرحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آج آپ نے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع عنایت کیا ہے۔ جب بھی آئین میں ترمیم کی بات ہوتی ہے تو ہمیں جمیعت علماء اسلام کو خاص کر تشویش شروع ہو جاتی ہے کیونکہ ہمیں یاد ہے کہ 1973 کا آئین جب بنایا جارہا تھا اس میں یہاں حکومت کا رول تھا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب (مرحوم) مغفور کا ایک رول تھا، وہاں پارلیمنٹ کی دیگر پارٹیوں کے راہنماوں اور ممبران کا بھی ایک بنیادی کردار تھا۔ میں تمام اس وقت کے ممبران، پارٹی راہبران کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج تک اگر اس ملک کو کسی نے بچایا ہے تو اس آئین نے بچایا ہے۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر عطاء الرحمٰن: آج اگر ہماری پارلیمنٹ محفوظ ہے تو اس کی بنیاد میں بھی یہ آئین ہے۔ آج اگر کوئی اس آئین میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے گا یا اس میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے گی کہ وہ مستقبل میں اس ملک کے لیے خطرہ بنے۔ اس میں کئی مرتبہ ہمارے ملک کے اداروں کے سربراہان، Establishment نے بارہا کوشش کی کہ کسی طریقے سے آئین میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے کہ مستقبل میں یہ ملک محفوظ نہ رہ سکے۔ اس مرتبہ بھی جب چھبیسویں ترمیم سامنے لائی گئی تو جمیعت علماء اسلام کو وہی خدشہ رہا اور ہم نے اس ترمیم کو اور اس ملک کے آئین کا بھی بغور

مطالعہ کیا، اور جماعت اس نتیجے پر پہنچی کہ اگر یہی ترمیم جو تجویز کی گئی ہے اسی طرح پاس ہوتی ہے تو سینیٹر شیری رحمان صاحبہ نے کہا کوئی سانپ نہیں ہے لیکن پھر یہ انتہائی خطرناک سانپ ثابت ہوتا۔

ہماری قیادت نے اس کو سانپ سے تشبیہہ دی ہے تو یقیناً یہ جو ترمیم تھی اس سے ملک کے مستقبل کو خطرہ تھا۔ لہٰذا میں اپنے سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب، ان کی پوری ٹیم اور دیگر پارٹیوں میں بھی جن لوگوں نے تجاویز دی ہیں، گو کہ چند چیزیں ایسی ہوں گی جو اس وقت بھی ضرورت ہو گی کہ نہیں ہونی چاہئیں لیکن اگر میں بذات خود یہ سمجھوں کہ 100% کی 100% میری ترمیم کو تسلیم کیا جائے، کسی ایک ترمیم پر میں compromise نہ کر سکوں تو پھر ہم سیاست نہ کریں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر عطاء الرحمٰن: میں تحریک انصاف کے ساتھیوں سے کہوں گا کہ جس جمہوریت، ملک کی بقاء کے لیے محنت کر رہے ہیں ہم دعوت دیتے ہیں کہ آئیں اور 100% نہ سہی تو کم از کم 80, 90% جمیعت علماء اسلام نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں اس کا آپ ساتھ دیں۔ میں درخواست کروں گا اور یقیناً جو ان کا گلہ ہے اپنی قیادت کے متعلق کہ گزشتہ 25 ,20 دن سے یا مہینے سے یا جتنے بھی دن ہیں جو رویہ ان کی قیادت کے ساتھ قید میں روا رکھا گیا ہے میرے خیال میں ہم نے اس کی مذمت بھی کی ہے اور صرف یہ نہیں کہ ان کے ساتھ ہونا چاہیے جو بھی ہو ہمیں یہ رویہ نہیں اپنانا چاہیے کہ ہم قیدوں کو مجبور سمجھ کر ان کے ساتھ وہ ظلم روا رکھیں کہ شاید اس طرح کوئی مان جائے گا میرے خیال یہ انتہائی غلط ہو گا۔

حکومت کو چاہیے کہ وہ ان کو باہم سہولت پہچانے کے لیے کوشش کریں اور جتنی سہولت آئین نے یا ہمارے قانون نے ان کو دی ہے وہ ان کو ملنی چاہیے۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہمارے یقیناً تمام سیاسی جماعتوں سے رابطے تھے اور تمام سیاسی جماعتوں نے ان ترامیم کے دوران جو کردار ادا کیا، جمیعت علمائے اسلام ان کی شکر گزار ہے۔ پچھلے چند دنوں میں محترم بلاول بھٹو صاحب، جناب شہباز شریف صاحب نے بھی دن رات محنت کی لیکن آپ کے علم میں ہے، ان اقابرین کے بھی علم میں ہے کہ جمیعت علمائے اسلام کی قیادت کراچی گئی، وہاں پیپلز پارٹی کی قیادت کے ساتھ بیٹھ کر انہوں نے انہی ترامیم کے متعلق گفتگو کی، ان کی رائے لی۔ اس کے بعد جمیعت علمائے اسلام کی قیادت لاہور گئی وہاں میاں شہباز شریف اور میاں نواز شریف صاحب کے ساتھ اور ان کی دیگر

پارٹیوں کے ساتھ مل کر اس ترمیم میں جو مشکلات تھیں انہیں ختم کرنے کی کوشش کی اور اس کے بعد جمیعت علمائے اسلام کی قیادت نے اسلام آباد میں آکر تحریک انصاف کے رہنماؤں کے ساتھ بات کی، انہیں بٹھایا۔ ہم ان تمامparliamentarians کے شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمیں یہ عزت بخشی اور مولانا صاحب کے گھر تشریف لائے، شاید ہم نے ان کی وہ قدر اور عزت نہ کی ہو جس پر ہم معذرت خواہ ہیں لیکن بہر کیف جمیعت علمائے اسلام کی قیادت کا اس ترمیم میں ایک کردار ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ سو فیصد نہ سہی لیکن جو گند بھرا ہوا تھا، اُس سانپ کے جو دانت تھے، جمیعت علمائے اسلام نے وہ دانت توڑ کر باہر نکال دیے ہیں۔ اب وہ سانپ اس مرحلہ پر پہنچ چکا ہے کہ جب اس کے دانت ٹوٹ جاتے ہیں تو پھر وہ پھڑکتا ہے اور آج وہ لوگ بھی پھڑک رہے ہیں اور ان کی کوشش ہے کہ اس چیز کو کسی طرح ناکام بنایا جائے لیکن بہر کیف جمیعت علمائے اسلام اب ان ترامیم کے ساتھ مکمل تعاون کرے گی۔ ہم اسے ووٹ بھی کریں گے لیکن یہ بھی ساتھ ساتھ گزارش کریں گے کہ ہمیں مزید موقع دیا جائے اس میں جو کمیاں رہ گئی ہیں، انہیں بھی کسی طرح سیدھا کیا جائے تاکہ مستقبل میں ہمارے ملک کا نوجوان، ہمارے ملک کا وہ طالبعلم جو آج سیاست کی ابتدا میں ہے، وہ اپنی قیادت کی راہنمائی میں اس ملک کی بقا کے لیے کام کر سکے، ہم اس ملک کے تحفظ کے لیے کوئی کام کر سکیں۔

میں ایک مرتبہ پھر پارلیمنٹ کے تمام ممبران کا جنہوں نے اس میں کردار ادا کیا ہے، تمام سیاسی کارکنوں کا جنہوں نے اس میں کردار ادا کیا ہے، ملک کے تمام باسیوں کا جنہوں نے اس طرف توجہ دی اور یقیناً آج ملک کا ہر باسی منتظر ہے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اگر اس کے باوجود اس میں کوئی کمی، کوتاہی ہے میں حکومتِ وقت سے کہوں گا کہ وہ رابطے میں رہے، کوشش کرے کہ اس کو مزید بہتر کیا جا سکے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مطالبہ کروں گا کہ تحریک انصاف کی جو شکایات ہیں، انہیں دور کیا جائے۔ میں آخر میں دوبارہ آپ کو شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وآخر دعوانا اِن الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ، سینیٹر راجا ناصر عباس صاحب۔

Senator Raja Nasir Abbas

سینیٹر راجا ناصر عباس: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں اس سے پہلے کی اپنی گفتگو شروع کروں، تبرک کے طور پر قرآن مجید کی ایک آیت کو پڑھوں گا۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡہُ یَعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ؕ وَ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔ تم کہہ دو کہ اگر تم اپنے دلوں میں کسی شے کو چھپائے رکھو یا اسے ظاہر کرو، اللہ اسے جانتا ہے۔ اللہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، اسے جانتا ہے۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ یَوۡمَ تَجِدُ کُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَیۡرٍ مُّحۡضَرًا ۚۖ وَّ مَا عَمِلَتۡ مِنۡ سُوۡٓءٍ ۚ۔ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ جس دن ہر انسان جو اس نے انجام دیا ہے، چاہے اچھا ہے، چاہے بُرا ہے، وہ اسے دیکھے گا۔ تَوَدُّ لَوۡ اَنَّ بَیۡنَہَا وَ بَیۡنَہٗۤ اَمَدًۢا بَعِیۡدًا۔ اور آرزو کرے گا کاش میرے درمیان اور میرے بُرے عمل کے درمیان فاصلہ ہو جائے اور اللہ اور لوگوں کے سامنے شرمندگی سے بچ جاؤں۔ وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ؕ۔ اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے، یہاں ترجمے میں آداب لکھتا ہے، یعنی جب اللہ اپنی طرف نسبت دے رہا ہے، اس کا مطلب ہے کہ عذاب سخت ہو گا۔ وَ اللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ۔ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

جناب چیئرمین! ہم جو بولتے ہیں، جو سوچتے ہیں، ہمارے دل و دماغ میں جو ہے اللہ اسے جانتا ہے۔ اللہ نیتوں کا واقف حال ہے۔ إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ انسان کے عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔ بُری نیت سے، ریاکاری سے نماز بھی پڑھے تو باطل ہے اور اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں کرتا۔ آئین کے اندر ترمیم پارلیمنٹ کا حق ہے جو آئین میں موجود ہے۔ ہم اس دور میں رہ رہے ہیں کہ تمام عوام متوجہ ہیں پاکستان کی طرف اور ان ترامیم کی طرف، بچہ بچہ social media کی وجہ سے اس طرف توجہ کیے ہوئے ہے۔ جناب والا! کسی بھی کام کی intention بہت اہم ہوتی ہے، اگر ہم مسلسل ایسے کام کریں گے جس سے ہم اپنے عوام کا اعتماد کھو بیٹھیں گے، عوام پر trust نہیں کریں گے، حتیٰ کہ اگر بچے والدین پر trust نہ کریں، والدین غلط فیصلے کرتے رہیں تو بچے بھی اعتماد نہیں کرتے اور خاندان بکھر جاتا ہے، intention بہت اہم ہے۔

جناب والا! جب پہلی مرتبہ تیزی اور جلدی کے ساتھ ترمیم کروانے کی کوشش کی گئی تو شکوک و شبہات پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ جیسا کہا گیا کہ آئین وہ بنیادی document ہے،

عوام کے درمیان social contract ہے جس پر ہماری Federation قائم ہے۔ لہٰذا ایسی ترامیم یا ایسے طریقے سے ترامیم کرنا جو آئین کے تقدس کو، اس کی حرمت کو پامال کر دے، خراب کر دے، تخریب کر دے، یہ مناسب نہیں ہے۔ ابھی اختر مینگل صاحب یہاں تشریف فرما تھے، وہ چلے گئے، میں نے پوچھا خیر ہے آپ کہاں؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنے دو آدمیوں کو ڈھونڈنے آیا ہوں۔ اگر ظلم کر کے آئینی ترامیم ہوں، آئین کے خلاف قدم اٹھا کر ہوں، لوگوں کو اٹھا کر یہ کی جائیں، لوگوں کو اغوا کیا جائے، دھمکی دی جائے، یہ کون سی ترمیم ہے، یہ کس آئین کے مطابق ہے؟ کیا ہمیں اس کو condemn نہیں کرنا چاہیے؟ ہمارے ساتھیوں پر اگر اس طرح کا pressure ہو تو ہمیں اس کے خلاف stand نہیں لینا چاہیے؟ آپ اس ایوان کے custodian ہیں، اگر کسی بھی شخص پر دباؤ ہو تو ہمیں اس کا دفاع کرنا چاہیے، اس کی عزت نفس ہے، اس کی انسانی کرامت ہے، pressurize کر کے، دباؤ ڈال کر اگر آپ رائے لے لیں گے تو اس کی شخصیت ختم ہو جائے گی، وہ عوام میں بے آبرو ہو جائے گا اور کسی کو بے آبرو کرنا گناہ ہے۔ اس طرح سے تو آئینی ترامیم نہیں ہوا کرتیں۔ اگر consensus کے ساتھ کوشش کی جاتی، اعتماد کیا جاتا، ہم لوگوں کا اعتماد اٹھ گیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ عوام کی کتنی مشکلات اور مسائل ہیں، ان کے لیے تو فوری طور پر ترامیم یا اقدامات کی طرف نہیں جایا جاتا، اچانک راتوں رات کوشش کی جاتی ہے، پھر ہر صورت میں جلدی کرنی ہے، کیوں جلدی کرنی ہے؟ عوام کا اعتماد بہت ضروری ہے۔ اس دور میں جب ہم آئین کے اندر ترامیم کر رہے ہیں، پاکستان کے عوام بہت بیدار ہو چکے ہیں، وہ بہت آگاہ ہو چکے ہیں، لہٰذا اگر ہم خدانخواستہ ایسی ترامیم کریں گے جن میں پاکستان میں موجود سیاسی پارٹیاں بالخصوص PTI اگر یہ ساتھ نہیں دے گی تو عوام کے اندر ان ترامیم کے ساتھ ساتھ آئین بھی متنازعہ ہو جائے گا۔ لہٰذا بندوں کو اٹھانا، اغوا کرنا، pressurize کرنا، سختی کرنا اور راستے بند کر دینا، یہ کون سی ترمیم ہو رہی ہے۔ ہم آپس میں بیٹھ سکتے ہیں، یہاں ہم اکٹھے ہیں، ملتے ہیں، ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں، ہم ان پر اعتماد کر سکتے ہیں، اس کے لیے ماحول بنانا پڑتا ہے، اگر ہم ماحول نہیں بنائیں گے تو اس کا نقصان اٹھائیں گے اور پاکستان کا نقصان کریں گے۔

جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس وقت پاکستان کے عوام ہمیں دیکھ رہے ہیں، ہم سب کو دیکھ رہے ہیں، اللہ بھی دیکھ رہا ہے۔ ریاست کی طاقت چند ستون ہوتے ہیں جن میں سے ایک عوام

کا اعتماد ہوتا ہے۔ اگر کوئی system اپنے عوام کا اعتماد کھو بیٹھے تو وہ نہیں چل سکتا، اس کے فیصلے بھی نافذ نہیں ہوتے، عوام انہیں قبول نہیں کرتے۔ میری گزارش ہے کہ سینیٹ کو، پارلیمنٹ کو اپنے اقدامات کے ذریعے عوام کے trust کو حاصل کرنا چاہیے۔ ہم چیختے ہیں کہ لوگوں کو اغوا کیا جا رہا ہے، pressurize کیا جا رہا ہے، کوئی سنتا ہی نہیں ہے، کوئی جواب ہی نہیں دیتا۔ آئیں ہم پاکستان کی خاطر اکٹھے ہوں، پاکستان کی خاطر ترمیم کریں، فردِ واحد کی خاطر ہم ایسی چیزوں کی طرف نہ جائیں۔

جناب والا! قانون کے اندر، آئین کے اندر تین ستون ہیں، مقنّنہ، مجریہ اور عدلیہ ہے، اگر ان کا استقلال under question ہو جائے گا، یہ اپنا استقلال کھو بیٹھیں گے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا system نہیں چلے گا۔ تین ستون ہیں، تینوں کو مستقل ہونا چاہیے، مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔ اگر استقلال ختم ہو جائے گا، مقنّنہ یا مجریہ یہ کہے کہ عوام نے ساری power مجھے دی ہے، آپ مجھے بتائیں کہ عوام نے اس وقت ہمیں کہاں power دی ہے؟ 24 فروری 2008 کو جو ہوا اور پھر نو تاریخ کو جو ہوا، عوام کے حقِ رائے دہی پر تو ڈاکا ڈال دیا گیا، عوام نے اس طرح کا حق ہمیں نہیں دیا کہ ہم آئیں اور ایسی ترامیم کریں جس سے عوام کو کوئی فائدہ ہی نہ ہو، ایسے بے ڈھنگے طریقے سے کریں کہ رہی سہی عزت بھی ختم ہو جائے۔

میرے خیال میں ابھی جو ترامیم آئی ہیں اگر consensus اور آرام سے ہوتیں تو شاید کسی کو اعتراض نہ ہوتا لیکن ہم احتجاج کرتے ہیں اس بنیاد پر کہ کیوں لوگوں کا اٹھایا گیا، MNAs کو اٹھایا گیا، Senators کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہوئی، اختر جان صاحب یہاں آئے، بیٹھے رہے کہ میرے دو سینیٹرز گم ہیں، میں انہیں ڈھونڈنے آیا ہوں۔ وہ ابھی آئے ہیں، اس وقت نہیں تھے۔ اختر جان صاحب ادہر بیٹھے ہوئے تھے، میں انہیں ملنے گیا۔ میں پارلیمانی لیڈر ہوں میرے بھائی جان۔ آپ مہربانی کریں برداشت کر لیں، آپ نے Bill تو pass کروالینا ہے لیکن تھوڑا سا برداشت تو کر لیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: یہ wind-up کر رہے ہیں۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: دیکھیں میرے خیال میں یہ تو زیادتی ہے۔ انہوں نے میرا جو time لیا ہے اس کا اضافہ کریں۔ دیکھیں ہم مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جنہوں نے

ایک انتہائی عقل مند سیاست دان اور سمجھداری کا role play کیا، وہ جو خرابیوں اور بربادیوں کے امکانات تھے وہ کم ہو گئے۔ ایک seasoned سیاست دان ایسے ہی کرتا ہے اور میرے خیال میں کاش آپ اس پر عمل کرتے اور انہیں موقع دیتے تو آپ کو بندے اٹھانے کی ضرورت نہیں تھی، کسی پر دباؤ ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں تھی، آپ کا فائدہ تھا، اس میں آپ کی عزت تھی، ابھی کوئی عزت نہیں ہے۔ ابھی عوام کو سب کچھ پتا چل چکا ہے، کون کون اٹھا ہوا ہے، کس کس کو دبایا گیا ہے، کس کس کو لالچ دیا گیا ہے، تنبیہہ کے ذریعے، لالچ، تہدید، ڈرا کر یا دھوکے کے ساتھ، یہ نہ کرنا پڑتا۔ سب کی عزت ہوتی، صاحبان کی عزت ہوتی، ہم سب کی عزت ہوتی، اگر ہم عوام کی نظروں میں گر جائیں گے تو ہماری کیا حیثیت رہے گی۔ اگر آپ مولانا صاحب کو اور وقت دیتے تو مجھے یقین ہے چیزیں اور بہتر ہو سکتی تھیں اور کسی کے ساتھ زیادتی کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

لہٰذا میں آخر میں مولانا صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مولانا نے اپنے تئیں بہت زیادہ کوشش کی ہے اور ان مسائل کو حل کرنے میں انہوں نے ایک role play کیا ہے۔ کیا اگر آج محترمہ بے نظیر بھٹو ہوتیں وہ اس طرح سے pressurize کر کے، لوگوں کو اٹھا کر آئین میں ترامیم کرنے کی حمایت کرتیں۔ وہ کبھی نہ کرتیں، لہٰذا میرے خیال میں آپ اس جماعت کے custodian بھی ہیں، اس سے تعلق بھی رکھتے ہیں جس کی ایک جمہوری تاریخ ہے، آپ ان چیزوں کو discourage کریں اور ان کا راستہ روکیں تاکہ ہمارے ملک پر ہمارا اعتماد بڑھے، trust بڑھے، حیثیت اور اہمیت بڑھے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب، پارلیمانی لیڈر۔

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب چیئرمین! مجھے floor دینے کا بہت شکریہ۔ میں شیش ناگوں کے حوالے سے گفتگو کا پورا سلیقہ بنا کر بیٹھا تھا لیکن بہت دیر ہو چکی ہے، ہمارے ارکان بھی اتنی دیر سے بیٹھے ہوئے ہیں، میرا خیال یہ ہے اب فوری طور پر voting کا process شروع کرا دیا جائے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! اگر تقاریر کرانی ہیں تو آپ sense لے لیں، جو جانا چاہتے ہیں Bill کی reading پر آپ House کی sense لیں، بہت ہو گئی ہے۔

Mr. Chairman: Order No.2A, have you introduced the Bill?

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب میں دوبارہ کر دیتا ہوں۔

Sir, I introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-sixth Amendment) Bill, 2024].

Mr. Chairman: The Bill stands introduced. Order No.2C.

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I, Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice move that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-sixth Amendment) Bill, 2024] be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-sixth Amendment) Bill, 2024] be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ آپ پانچ بندے سارے بیٹھے ہیں اور گنتی کیا کرائیں گے۔

Before taking-up the clause by clause consideration of the Bill, I hereby direct that the visitor's galleries and lobbies to be cleared and doors to be locked.

(The visitor's galleries and lobbies were cleared and doors were locked)

Mr. Chairman: Please order in the House. Leader of the House.

Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان) : جناب چیئر مین ! میری گزارش ہے کہ یہ پہلی دفعہ ایسا کام ان ایوانوں میں نہیں ہو رہا۔ نہیں میرے بھائی، اس طرح نہیں ہے، میرے خیال میں آپ غلط فہمی کا شکار ہیں میرے بھائی۔ آپ بھائی ہیں، میں آپ کا احترام کرتا ہوں لیکن دیکھیں جب clause by clause چلیں گے ایک تو اس وقت counting ہو گی، اگر آپ اسے نہیں سمجھتے تو آپ بھی quietly اسے count کر لیں۔ میری بات سن لیں، میرے بھائی بات تو سن لیں۔ سب lobbies lock ہو چکی ہیں، finally جب یہ total Bill pass ہونا ہے تو پھر division ہونی ہے، جو حق میں ہوں گے وہ ایک طرف جائیں گے، جو نہیں چاہیں گے وہ دوسری طرف جائیں گے تو اس میں تو ایک ایک بندہ actually and physically جائے گا تو میرے خیال میں ہم اس طرح نہ کریں، تھوڑا mockery نہ بنائیں۔

Mr. Chairman: I got passed 104 amendments in the Constitution in the National Assembly. All lobbies to be cleared. Are the Lobbies clear or not? They cannot sit here. Lobby to be cleared. Galleries to be cleared. Yes, Leader of the House.

(Interruption)

Mr. Chairman: Please take your seats. Give me the results.

مجھے results دیں گے تو مجھے معلوم ہو گا۔

We may now take up second reading of the Bill that is clause by clause consideration of the Bill. Clause 2, there is no amendment in Clause 2. The question is that Clause 2 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 2 may rise in their seats. Count be made.

(Interruption)

جناب چیئر مین: آپ کا vote count ہو جائے گا۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Who are you to count?

نہیں نہیں، کیوں کریں؟ کس positionسے آپ countکریں گے؟آپ بیٹھیں۔ لیڈر آف دی ہاؤس۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں سمجھتا ہوں as a special gesture تا کہ ان کی تسلی ہو جائے لیکن بار بار ایسے نہیں ہو گا ہر ایک پر نہیں ہو گا کیونکہ اب lobbies lockedہیں جو بھی نمبر ہو گا باقی 25 clausesمیں بھی وہی repeatہو گا۔ آپ مہربانی کرکے کر لیں count.آپ اپنی تسلی کر لیں۔

Mr. Chairman: Go ahead.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: عون صاحب آواز بلند کریں تا کہ تسلی ہو جائے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ گنتی کریں جی۔

جناب چیئرمین: سینیٹر عون عباس! ملتان کی بدنامی نہ کریں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ کر لیں گنتی تا کہ آپ کی تسلی ہو جائے۔

(Count was made)

جناب چیئرمین:آپ نے ان کو بٹھا دیا ہے ۔ تسلی کر لیں۔ آپ سے اچھا تو mediaوالے countکر رہے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں نے کہا کہ mediaوالے بہتر countکر رہے ہیں۔ یہ تو ہماری بدنامی کرا رہے ہیں یہ ہماری طرف سے آئے ہیں۔All members take their seats...

(Interruption)

جناب چیئرمین: میں announcementکرنا چاہ رہا ہوں، 65 members have voted in favour of Clause 2 without me. Now I will request the opposition to rise in their seats to oppose. میں نے غلطی سے۔۔۔Members may take their seats.

65 members have voted in favour of Clause 2 and 4 members are against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 2 stands part of the Bill. There is an amendment in the name of Senator Kamran Murtaza and others which is insertion of new clause. Please move the amendment.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب چیئرمین! دوسرے سینیٹرز کا بھی نام لے لیتے تاکہ ان کے نام بھی کم از کم آپ کے منہ سے آجاتے۔

جناب چیئرمین: میں نے ان کے نام لیے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: نہیں، آپ نے and others کر دیے ہیں۔ کامران مرتضیٰ، مولانا عطاء الرحمٰن اور مولوی عبدالواسع یہ تینوں سینیٹرز JUI کی طرف سے ہیں۔

Mr. Chairman: Please move the amendment.

Senator Kamran Murtaza: Sir, it is moved that in the Constitution 26th Amendment Bill, 2024 as introduced in the House, after Clause 2, the new Clause 2A shall be inserted:

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, primarily I examined these amendments, I have also taken up this matter in the Cabinet and the Cabinet approved also. I have no objection. So, this may be carried.

Mr. Chairman: Now, I put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The amendment is adopted. The question is that Clause 2A do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 2A may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members who are against Clause 2A may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 members have voted in favour of the Clause 2A and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 2A stands part of the Bill, unanimously.

We, now, take up Clause 3. There is no amendment in Clause 3. The question is that Clause 3 do form part of the Bill? All those Members who are in favour of Clause 3 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members who are against Clause 3 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 members have voted in favour of the Clause 3 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, Clause 3 stands part of the Bill, unanimously.

We, now, take up Clause 4. There is no amendment in Clause 4. The question is that Clause 4 do form part of the Bill? All those Members who are in favour of Clause 4 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

جناب چیئرمین: جو ممبران بیمار ہیں، وہ بیٹھ کر صرف ہاتھ اٹھائیں۔

All those members who are against Clause 4 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 members have voted in favour of Clause 4 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, Clause 4 stands part of the Bill, unanimously.

We, now, take up Clause 5. There is no amendment in Clause 5. The question is that Clause 5 do form part of the Bill? All those Members who are in favour of Clause 5 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members who are against Clause 5 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 members have voted in favour of Clause 5 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, Clause 5 stands part of the Bill, unanimously. We, now, take up Clause 6.

وزیر قانون صاحب! ذرا اس کے بارے میں آپ بتا دیں۔

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I move an amendment in Clause 6.

(The amendment was moved)

Mr. Chairman: I, now, put the amendment before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The amendment is adopted unanimously.

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I now move another amendment in Clause 6.

(The amendment was moved)

Mr. Chairman: O.K. I put this amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: It has been adopted unanimously. The question is that Clause 6, as amended, do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 6, as amended, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members who are against this Clause may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: Sixty five (65) members have voted in favour of Clause 6, as amended, and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, Clause 6, as amended, forms part of the Bill, unanimously.

Now, we move on to Clause 7. There is no amendment in Clause 7. The question is that Clause 7 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 7 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members who are against Clause 7 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: Sixty five (65) members have voted in favour of Clause 7 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 7, therefore, forms part of the Bill, unanimously.

Now, we take up Clause 8. There is no amendment in Clause 8. The question is that Clause 8 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 8 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 8 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: Sixty five (65) members have voted in favour of Clause 8 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 8, therefore, forms part of the Bill, unanimously.

Now, we take up Clause 9. There is no amendment in Clause 9. The question is that Clause 9 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 9 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 9 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: Sixty five (65) members have voted in favour of Clause 9 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 9, therefore, forms part of the Bill, unanimously.

Now, we take up Clause 10. There is no amendment in Clause 10. The question is that Clause 10 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 10 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 10 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: Sixty five (65) members have voted in favour of Clause 10 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 10, therefore, forms part of the Bill, unanimously.

Now, we take up Clause 11. There is no amendment in Clause 11. The question is that Clause 11 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 11 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members against Clause 11 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: Sixty five (65) members have voted in favour of Clause 11 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 11, therefore, forms part of the Bill, unanimously.

Now, we move on to Clause 12. There is no amendment in Clause 12. The question is that Clause 12 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 12 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members against Clause 12 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: Sixty five (65) members have voted in favour of Clause 12 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 12, therefore, forms part of the Bill, unanimously.

فنانس منسٹر صاحب! لگتا ہے کہ آپ امریکہ چلے جائیں گے۔

Now, we take up Clause 13. There is an amendment in Clause 13.

Senator Azam Nazeer Tarar: May the Chair allow me to put the amendment in Clause 13?

Mr. Chairman: Yes, please.

Senator Azam Nazeer Tarar: I move amendment in Clause 13.

Mr. Chairman: I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The amendment is adopted unanimously. The question is that Clause 13, as amended, do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 13 as amended may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members who are against Clause 13 as amended may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 members have voted in favour of the Clause 13 as amended and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the

Clause 13 as amended stands part of the Bill, unanimously.

We, now, take up Clause 14. There is no amendment in Clause 14. The question is that Clause 14 do form part of the Bill? All those Members who are in favour of Clause 14 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members who are against Clause 14 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 members have voted in favour of the Clause 14 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 14 stands part of the Bill, unanimously.

We, now, take up Clause 15. There is no amendment in Clause 15. The question is that Clause 15 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 15 may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members who are against Clause 15 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 Members have voted in favour of the Clause 15 and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clause 15 stands part of the Bill, unanimously.

We, now, take up Clause 16. There is an amendment in Clause 16 in the name of Senator Azam Nazeer Tarar. Please move the amendment.

Senator Azam Nazeer Tarar: Thank you. Mr. Chairman, I move an amendment in Clause 16.

میں یہ explain کردوں کہ High Courts میں جو constitutional benches ہیں، صوبوں کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے یا تیاری کے لئے جو وقت درکار ہوتی ہے، اب آئین نے Provincial Assemblies کو in cases of Provincial High Courts and Joint sitting of the Parliament in case of Islamabad High Court یہ اختیار دیا ہے کہ اگر وہ اپنی majority of the membership, it means 51 per cent of the membership سے respective High Courts, کوئی resolution pass کریں تو constitutional benches adopt کرسکتی ہیں۔ صوبوں کے جو حقوق اور اختیارات ہیں، انہیں سامنے رکھتے ہوئے وفاق اور پارلیمان نے یہ ترامیم تجویز کی ہیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس amendment کے ساتھ اس Clause کو پاس کریں۔

Mr. Chairman: I, now, put the amendment before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The question is that Clause 16 as amended do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 16 as amended may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those members who are against Clause 16 as amended may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 members have voted in favour of Clause 16 as amended and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds

of the total membership of the House. Therefore, Clause 16 as amended stands part of the Bill, unanimously.

There is another amendment in Clause 16 i.e. insertion of new Clauses 16A and Clause 16B in the name of Senator Kamran Murtaza and others. Senator Kamran Murtaza, please move the amendments.

Senator Kamran Murtaza: Thank you, Mr. Chairman. I, on my behalf and on behalf of Senators Atta-ur-Rehman and Abdul Wasay, move that in the Constitution (Twenty-sixth Amendment) Act, 2024 as introduced in the Senate, after Clause 16, the new Clauses 16A and 16B shall be inserted.

Mr. Chairman: Honourable Minister for Law, do you oppose it?

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! honourable Senator Kamran Murtaza sahib نے یہ سب کمیٹی میں discuss کیں۔ یہ کمیٹی نے unanimously pass کی تھیں اور یہ ان کی recommendations میں بھی شامل ہیں۔ یہ ہمارے دوسرے ساتھی سینیٹر صاحبان بھی اپنی طرف سے پیش کرنا چاہتے تھے،اس لئے انہوں نے اسے amended form میں پیش کیا۔ ان کی پہلی ترمیم اس حوالے سے ہے کہ اس سے پہلے Supreme Court میں بحیثیت judge elevation کے لئے High Courts میں 5سال بحیثیت جج اور 15سال وکالت تھی۔ اس میں اب کیا جا رہا ہے کہ شریعت کورٹ میں judicial side پر جو ججز ہیں، if they qualify to be appointed as judges of Supreme Court, they may be appointed اور ہم صرف ایک clarity دے رہے ہیں۔ دوسری ترمیم میں یہ ہے کہ Federal Shariat Court کے جو فیصلہ جات ہیں، میں نے پہلے کہا کہ اس میں یہ ایک time frame دے رہے ہیں so I do not oppose these amendments.

Mr. Chairman: I, now, put these amendments before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The question is that Clauses 16A and 16B do form part of the Bill? All those Members who are in favour of Clauses 16A and 16B may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: All those Members who are against Clauses 16A and 16B may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 Members have voted in favour of the Clauses 16A and 16B and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Therefore, the Clauses 16A and 16B stands part of the Bill, unanimously.

We, now, take up Clause 17. There is no amendment in Clause 17. The question is that Clause 17 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 17, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those members who are against Clause 17 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 members have voted in favour of Clause 17 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 17, therefore, forms part of the Bill unanimously.

Clause 18. There is no amendment in Clause 18. The question is that Clause 18 do form part of the Bill? All

those members who are in favour of Clause 18, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. Those who are against Clause 18 may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: Nobody rose up. 65 members have voted in favour of Clause 18 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 18, therefore, forms part of the Bill unanimously.

Clause 19. There is no amendment in Clause 19. The question is that Clause 19 do form part of the Bill? All those members who are in favour of Clause 19, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. Is there anybody against it?

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 Members have voted in favour of Clause 19 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 19, therefore, forms part of the Bill unanimously.

There is an amendment in the name of Senator Kamran Murtaza and others which is insertion of new Clauses 19A and 19B. Is it OK? Law Minister, 19A and 19B.

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law and Justice): OK.

Mr. Chairman: Please move the amendment.

Senator Kamran Murtaza: Sir, there is a request for insertion of new Clauses 19A and 19B. It is moved on my behalf and on behalf of Senators Atta-ur-Rehman and Abdul Wasay, that in the Constitution (26th Amendment) Bill, 2024 as introduced in the House after Clause 19 the new Clauses 19A and 19B shall be inserted:

Mr. Chairman: Law Minister Sahib.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: کمیٹی میں discuss ہوئی تھیں۔ کل میں نے کابینہ میں بھی کہا کہ چھوٹی چھوٹی دو ترامیم ہیں، Council of Islamic Ideology سے متعلق ہیں۔ جب ایک بل refer کرنا ہوتا ہے، پہلے چالیس فیصد تھا، اب پچیس فیصد ممبرشپ کے ساتھ آپ raise کر سکتے ہیں تو جناب! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر سید فیصل علی سبزواری: جناب! آپ کی اجازت سے، کامران مرتضیٰ صاحب چونکہ Mover ہیں۔ جناب! بہت ساری private legislation, وہ اگر لوگوں کی بہتری کے لیے ہے، بس یہ نہ ہو کہ it must not be used as a spanner کہ وہ Council of Islamic Ideology کو بھیج دیا اور وہاں پر ہوا تو یہ رہا۔۔۔۔

Mr. Chairman: Law Minister Sahib.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ پہلے 40% of total membership کے ساتھ move ہوتی تھی۔ اسے ہم نے 25% کیا۔ اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ جناب! جب کوئی matter Council of Islamic Ideology کو refer کرنا ہوتا ہے تو اس میں تھا کہ 40% of total membership. اب اسے one-fourth 25% کر سکتے ہیں، کسی matter کو جس پر one-fourth چاہیے۔۔۔۔

Mr. Chairman: I now put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The amendment is adopted unanimously. The question is that Clauses 19A and 19B do form part of the Bill? All those Members who are in

favour of Clauses 19A and 19B may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. Those who are against it may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: None against these clauses. 65 Members have voted in favour of Clauses 19A and 19B, so the motion is carried by votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clauses 19A and 19B therefore, form part of the Bill unanimously.

Clause 20. There is no amendment in clause 20. The question is that Clause 20 do form part of the Bill? All those Members who are in favour of Clause 20, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those Members who are against Clause 20, may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 Members have voted in favour of Clause 20 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 20, therefore, forms part of the Bill unanimously.

Clause 21. There is no amendment in Clause 21. The question is that Clause 21 do form part of the Bill? All those Members who are in favour of Clause 21, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: I have seen your hands. Please take your seats. All those Members who are against Clause 21, may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 Members have voted in favour of Clause 21 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 21, therefore, forms part of the Bill unanimously.

Clause 22. There is no amendment in Clause 22. The question is that Clause 22 do form part of the Bill? All those Members who are in favour of Clause 22, may rise in their seats. Count be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. Members may take their seats. Anybody against it. You are against? Then let me read it. All those Members who are against Clause 22, may rise in their seats.

(No member rose up)

Mr. Chairman: 65 Members have voted in favour of clause 22 and none against it, so the motion is carried by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House. Clause 22, therefore, forms part the Bill unanimously.

Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title, of the Bill.

The question is that Clause 1, the Preamble and the Title, do form part of the Bill? All those members in the favour may rise in their seats. Count to be made.

(Count was made)

Mr. Chairman: Please take your seats. All those against it may rise in their seats. Count to be made.

کاکڑ صاحب آپ تشریف رکھیں ورنہ count ہو جائیں گے۔

(No member rose up)

Mr. Chairman: Sixty-five (65) members have voted in favour of Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill, and none against it. So, the motion is carried by the votes of not less than 2/3rd of the total membership of the House. Therefore, Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill, forms part of the Bill, unanimously.

Order No.2D, Legislative Business. Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice, please move Order No.2D.

Senator Azam Nazeer Tarar: Thank you Mr. Chairman. I move that the Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-sixth Amendment) Bill, 2024] be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-sixth Amendment) Bill, 2024] be passed.

As per Rules, the decision on the motion will be by division. The procedure regarding voting by division is mentioned in Third Schedule of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012. As per procedure, the division bells will be rung for two minutes to enable the Members not present in the Chamber to return to their places. Immediately after the bells stop ringing, all entrance to the lobbies will be locked.

The Senate staff posted at each entrance will not allow any entry or exit through these entrances until the division is concluded. I will then put the motion before the House and the Members who are in favour of the motion will move to the right and those against it will move to the left divide. Accordingly, as they wish to vote, Members will then proceed to the AYEs and the NOs lobby. There they will pass in single file before the tellers. On reaching the desk of the teller, each Member will, in turn, call out the division number which has been allotted to him for this purpose.

The tellers will then mark off their number in division list simultaneously calling out the name of the Member, in order to ensure that vote has been properly recorded. The Member should not move off until he has clearly heard the teller thus call out his name. The division number allotted to each Member has been communicated separately which is marked on the seat card of each Member. When the voting process will be completed in the division lobbies, the teller will present divisions list to the Secretary, who will count the votes recorded thereon and then present the total of the AYEs and NOs to me.

I will then announce the result to the House. The division will not be at an end until the result is so announced. So the division bells be rung for two minutes to enable the Members not present in the Chamber to return to their places.

(The bells were rung for two minutes)

جناب چیئرمین: اب تو process division میں چلا گیا ہے۔ اب ہم بات نہیں کر سکیں گے کیونکہ division ہو رہی ہے۔ پپی صاحب، آپ نے lounge میں جا کر count کرنا

ہے، لابی میں۔ یہ concession صرف ملتان والوں کے لیے ہے۔ نام نہیں لینے ہم نے۔ دو منٹ کے لیے bells ring ہو رہی ہیں۔ جی، دو منٹ ہو چکے ہیں۔

The Senate staff may lock all the entrances to the lobbies.

I will now put the motion before the House. The question is that the Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-sixth Amendment) Bill, 2024] be passed. The members along with their division numbers may please move either to AYEs to my right or NOs to my left as they wish. Now everybody can move. The leader of the House wants that the opposition go first.

(At this moment the members proceeded to the respective galleries to vote)

Mr. Chairman: The result of the divisions has been received, therefore all the entrances be unlocked and all the members are requested to be seated. Call the members please.

(At this moment the members returned to their respective seats)

Mr. Chairman: The voting has been completed and I request the Secretary to collect the record and count the votes.

(Count was made)

Mr. Chairman: I, now announce the result of voting. Please, take your seats. Sixty-five (65) members are in favour of the motion regarding passage of the Bill and four (4) members are against it. So, the motion is carried by the votes of not less than 2/3rd of the total membership of the Senate and consequently the Bill stands passed. Leader of the House, please.

Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائدِ ایوان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (عربی)۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑا ہی historic دن ہے۔ کئی مہینوں کی محنت کے بعد اس کا میں سب کو credit دیتا ہوں، جنہوں نے اس کام میں حصہ لیا۔ اس میں تمام جماعتیں شامل ہیں، پیپلز پارٹی، جمیعت علماء اسلام، ایم کیو ایم ,BAP, PML(Q) عوامی نیشنل پارٹی، BNP and Independents شامل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں وزیر اعظم شہباز شریف صاحب نے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب بلاول بھٹو صاحب نے بڑی commitment کے ساتھ، جو Charter of Democracy, 14th May, 2006 کو لندن میں sign ہوا۔ تقریباً تمام سیاسی جماعتوں نے کچھ ہفتوں کے بعد endorse کیا جس میں جناب عمران خان صاحب بھی شامل تھے۔ یہ ایک Charter of Democracy کا unfinished agenda رہ گیا تھا جو اب ہم Constitutional Court, Constitutional Bench کی شکل میں دیکھ رہے ہیں۔ اس میں سب نے اپنی اپنی جگہ پر بہت بڑی contribution کی ہے۔ مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی main allies تھے. انہوں نے ہر ممکن کوشش کی تمام جماعتیں including PTI اگر ہم مل کر consensus کے ساتھ کریں۔

جناب چیئرمین! آپ نے پہلی move دیکھی کہ National Assembly سے کمیٹی بنوائی گئی جس میں اس وقت کے issue تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ Constitutional Reforms کا ToRs میں add کیا گیا۔ اس کی تقریباً 16 meetings ہوئیں اور اس میں آپ کو درخواست کی گئی کہ سینیٹرز صاحبان کو کہ وہ Parliamentary Committee نہیں تھی۔ وہ National Assembly کی Special Committee تھی لیکن آپ کو request کر کے special invitees کے طور پر تمام پارلیمانی لیڈرز جو سینیٹ میں تھے ان کو شامل کروایا گیا۔ ہماری پوری کوشش تھی کہ جمیعت علماء اسلام کے ساتھ چونکہ وہ اس وقت ادھر بھی اور قومی اسمبلی میں بھی opposition میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے ایک نہیں بلکہ شاید درجنوں rounds ان کے ساتھ لگائے۔ آپ نے دیکھا کہ میں اس کو draft amendment نہیں کہوں گا working draft بنے۔ یہ media کے record پر ہیں اس کو کوئی چھپانے کی

ضرورت نہیں تھی لیکن eventually چند دن پہلے جو final draft تھا وہ کمیٹی میں پیش ہوا جس میں تمام جماعتوں کے نمائندگان شامل تھے۔

میں یہ clarify کرنا چاہوں گا کہ پی ٹی آئی کے جناب عامر ڈوگر صاحب اس دن شامل تھے اور clause by clause, Law Minister sahib نے ہر چیز کو explain کیا۔ سینیٹر سید علی ظفر صاحب ان کے خلاف کوئی action نہ لیں لیکن کمیٹی میں unanimously وہ Bill پاس ہوا۔ جناب عامر ڈوگر وہاں پر موجود تھے کوئی بات نہیں لیکن اس کے بعد۔۔

جناب چیئرمین: یہ انتقامی نہیں ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اچھا یہ مجھے پتا نہیں تھا اسی لیے میں ان کو کہہ رہا ہوں۔ مجھے پتا ہے یہ میری بات مان لیں گے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اس کے بعد بھی کمیٹی کی consensus کے باوجود ہم یہاں آ سکتے تھے۔ یہ کوئی numbers کی بات نہیں ہے، کوشش یہ تھی کہ تمام جماعتیں on board ہوں۔ آپ نے دیکھا کہ میں نے درجن جماعتیں گنوائی ہیں، میرا خیال ہے کہ ماسوائے پی ٹی آئی کے باقی تمام جماعتیں الحمدللہ اس میں شامل ہوئی ہیں۔ ان کا ایک اپنا اصولی stand ہے، ظاہر ہے جمہوریت میں یہ اس کا حسن ہے کہ کسی کو آپ bulldoze یا زبردستی نہیں کر سکتے۔

ہمارا کوئی تین دن پہلے کا plan تھا کہ ہم اس کو لائیں۔ ممبرز کے صبر و تحمل کا میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ تمام ممبران کا ایک round آج سے کچھ ہفتے پہلے ہوا۔ اس وقت بھی یہی کوشش تھی کہ consensus سے کیا جائے۔ چونکہ مزید time مانگا گیا خاص کر جناب مولانا فضل رحمان صاحب، جمیعت علماء اسلام نے پوری کوشش کی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند بات تھی کہ کل ہم پھر final پر آ رہے تھے لیکن انہوں نے کہا کہ مجھے پی ٹی آئی والوں سے دوبارہ ملنے دیں۔

میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا کہ کوئی meetings arrange کروائیں، ہم نے سب کچھ کیا اور اسی نیت سے کیا کہ شاید وہ بھی آ جائیں لیکن ظاہر ہے کہ ان کے اپنے آئینی اور قانونی فرائض بھی ہیں اور ان کے prerogatives بھی ہیں، ان کی ذمہ داریاں بھی ہیں کہ وہ جو فیصلہ کریں۔ کل مولانا فضل الرحمٰن صاحب جن کے ساتھ بلاول بھٹو صاحب بھی تھے، انہوں نے

press میں کہا کہ ایسی کوئی شق یا point نہیں ہے جس پر ہمارا اتفاق نہیں ہے۔ کل رات اس مسوّدہ پر کم از کم ان تمام جماعتوں کے علاوہ جمیعت علمائے اسلام بھی اس میں شامل تھی اور اسی لیے ہم نے آج یہ process کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک مجھے یاد ہے اس ایوان سے کوئی آئینی ترمیم پہلے trigger نہیں ہوئی، شاید یہ پہلی آئینی ترمیم ہے جو اس ایوان سے trigger ہوئی، اس ایوان نے اسے pass کیا ہے، میں دل کی گہرائیوں سے تمام ممبران، اپنے ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کا جو second part, ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ پہلی مرتبہ ہو گا، جہاں تک میری یاداشت ہے کہ یہاں جو constitutional amendment Bill pass ہوا، ہم اسے قومی اسمبلی میں transmit کریں گے اور ان شاءاللہ وہ قومی اسمبلی میں pass ہو گا اور جب صدرِ محترم اسے assent دیں گے تو یہ آئین کا حصہ بن جائے گا۔ ایک، دو ساتھیوں نے بات کی، یہ کسی کا کوئی personal agenda نہیں ہے، اس کی بنیاد غلط فہمیوں اور مفروضوں پر تھی، کسی وقت person specific کی بات ہوئی کہ کسی فلاں کو لانا چاہتے ہیں۔ کسی وقت عمر کی بات ہوئی، یہ ساری چیزیں discuss ہوتی رہیں، working drafts بدلتے رہے، eventually جیسے میں نے کہا کہ حکومت، میاں نواز شریف اور خاص طور پر پیپلز پارٹی، بلاول بھٹو صاحب، یہ بالکل determined تھے کہ ہم نے آخری منٹ تک کوشش کرنی ہے کہ افہام و تفہیم سے سب کو ساتھ لے کر چلیں۔ الحمدللہ اللہ تعالیٰ کا بہت کرم ہے۔

جناب چیئرمین! جو intention ہے کہ نہ صرف اٹھارہ سال پرانا ایک unfinished agenda آج مکمل ہو رہا ہے۔ Federal system میں آپ constitutional bench بنا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے صوبوں کے لیے بھی آئین میں لکھ دیا ہے، ان کو آپ نے ایک آئینی چیز available کر دی ہے لیکن کرنا کیا ہے، جب ان کی اپنی تیاری ہو گی، جب وہ کر سکیں گے تو ان کا کام ہے کہ ان کی اسمبلی simple ایک resolution pass کرے تاکہ وہ بھی اسمبلی کو on board کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر قانون بہت لمبی exercise کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ ان میں سو کے قریب amendments آئی ہیں، عام آدمی کے لیے ہیں، speedy justice کے لیے ہیں، ان

کی اپیل یا writ کو جلدی سننے کے لیے ہے، اس میں time bound ہے کہ کتنی جلدی وہ فیصلے کریں۔ میرے نزدیک یہ اس کا ابھی curtain raiser ہے، ابتدائیہ ہے، اصل کام یہ ہے کہ ہماری contribution ہو گی کہ جو ڈیڑھ سو سال پرانا CrPC چل رہا ہے، اس میں improvement کی بہت گنجائش ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ جن تمام جماعتوں نے یہ کام کیا ہے اور ایک جماعت باہر رہ گئی ہے، اس میں وہ بھی شامل ہو۔ ان کے علی ظفر صاحب ہیں، حامد خان صاحب ہیں، ان کے وکلاء کا experience ہے، ہم عوام کے لیے مل کر کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: خان صاحب! جب آپ Leader of the House بنیں گے تو آپ کا prerogative ہو گا۔

جناب چیئرمین: آپ نام لیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں دوبارہ نام لوں گا جی۔ وہ آپ سے گلہ کر رہے ہیں، میرے ساتھ تو گلہ نہیں ہے۔ میں گزارش کر رہا ہوں کہ ان کا right ہے جیسے میں نے کہا کہ انہوں نے ووٹ نہیں دیا، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ اچھی شروعات ہیں باقی کام ہیں، جو بڑا کام ہے، ڈیڑھ سو سال پرانے قانون میں سو کے قریب amendments ہیں۔ ہم وہاں جو improvement کریں گے، جس طرح ہم نے اس آئینی ترمیم میں کھلے دل کے ساتھ سب کو engage کیا، شاید پتا نہیں یہ چھبیسواں draft تھا جو آج final ہوا ہے، 26th Amendment کے ترمیم کے علاوہ کوئی دو درجن کے قریب drafts گزر چکے ہیں۔ ان شاء اللہ اس پر بھی کھلے دل کے ساتھ سب ملیں، سب بیٹھ کر اسے amend کریں، وہ ملک میں نافذ ہو تاکہ لوگوں کی جو judicial تکالیف ہیں، عام آدمی کو سستا اور جلدی انصاف مہیا ہو۔

جناب چیئرمین! میں ایک مرتبہ پھر دل کی گہرائیوں سے جہاں وزیراعظم شہباز شریف صاحب کی قیادت، جناب بلاول بھٹو صاحب کی محنت، I will be failing in my duty کہ اگر میں وزیر قانون صاحب اور Attorney General Sahib کو especially مبارکباد نہ دوں۔

جناب چیئرمین: آپ شیری کا نام لیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جی بالکل میں شیری رحمان صاحبہ کو بھی، اگر آپ وہاں جائیں گے تو پھر میں نوید قمر صاحب کا بھی نام لوں گا، مرتضٰی وہاب صاحب جو پیپلز پارٹی کے legal advisor تھے، کامران مرتضٰی صاحب نے بہت وقت دیا، you cannot even imagine. Minister for Law تو کل تک تقریباً 'بھونترے' ہو گئے تھے۔ شکر ہے کہ آج وہ revive کریں گے، اب وہ relieve میں ہوں گے، اللہ کرے کہ انہیں کوئی دو، چار دن کی چھٹی مل جائے اور وہ آرام کریں۔ جناب چیئر مین! آپ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں، آپ کی team کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج ہم سرخرو ہوئے ہیں، ہم نے اپنا کام کر دیا ہے۔ Good luck to the National Assembly, وہاں بھی ان شاءاللہ، اللہ تعالٰی کامیابیاں دیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مولانا عطاء الرحمٰن صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک منٹ، دیکھیں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اس کے لیے پھر adjourn کرنا پڑے گا۔ آپ کا Bill پہلے لے لیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر قانون): جناب والا! ایک amendment pass کرنی ہے۔

Mr. Chairman: Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice, may move Order No. 2B.

Consideration and passage of Societies Registration (Amendment) Bill, 2024

Senator Azam Nazeer Tarar: Mr. Chairman, I move that the Bill further to amend the Societies Registration Act 1860 [The Societies Registration (Amendment) Bill, 2024].

Mr. Chairman: The Bill stands introduced. Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice, may move Order No. 2E.

Senator Azam Nazeer Tarar: I wish to move that the Bill further to amend the Societies Registration Act, 1860 [The Societies Registration (Amendment) Bill, 2024], be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? Not opposed. It has been moved that the Bill further to amend the Societies Registration Act, 1860 [The Societies Registration (Amendment) Bill, 2024], be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted unanimously. Second reading of the Bill i.e., clause by clause reading of the Bill. Clause 2. We may now take up Clause 2. There is no amendment in Clause 2, so I will put this Clause before the House. The question is that Clause 2 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 2 stands part of the Bill. Clause 1, Preamble and the Title of the Bill. We may now take up the Clause 1, Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, Preamble and the Title do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, Preamble and the Title stands part of the Bill. We may now take up Order No. 2F, Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice, may move Order No. 2F.

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I wish to move that the Bill further to amend the Societies Registration Act, 1860 [The Societies Registration (Amendment) Bill, 2024], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Societies Registration Act, 1860 [The Societies Registration (Amendment) Bill, 2024], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted and the Bill stands passed unanimously. Molana Atta Ur Rehman Sahib.

Senator Atta Ur Rehman

سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بہت شکریہ، جناب چیئرمین! آج کی اس اہم ترمیم کے pass ہونے پر میں حکومتی اور دیگر تمام اراکین کو جہاں مبارکباد پیش کرتا ہوں، اس کے ساتھ ساتھ حکومت کے ساتھیوں سے ایک گلہ بھی ہے، آپ نے بھی فرمایا کہ تمام سینیٹ نے unanimously support کیا ہے لیکن آج بھی میرے صوبے خیبر پختونخوا کی نمائندگی سینیٹ میں پوری نہیں ہے اور اب تک سینیٹ کا الیکشن نہیں ہو سکا ہے۔

گزشتہ اجلاسوں میں بھی میں نے اس پر ایک دو مرتبہ بات کی لیکن ہمیں یہاں سے جواب دے دیا جاتا ہے کہ وہ جی صوبائی اسمبلی یا وہاں کی حکومت کا معاملہ ہے۔ جو بھی ہے لیکن بہرکیف آپ سے بھی ایک مرتبہ گزارش کرتا ہوں، حکومت وقت سے بھی گزارش کرتا ہوں، ذمہ داران سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ صوبہ خیبر پختونخوا کی نمائندگی اس وقت جو سینیٹ میں کم ہے اسے مکمل کیا جائے، یہاں پر ہمارے اراکین کو مکمل کیا جائے، ہمارے صوبے کی نمائندگی کو مکمل کیا جائے اور اس کے بعد پھر ہم یہ کہیں گے کہ واقعتاً سینیٹ مکمل تھا اور اس میں صوبہ خیبر پختونخوا کی نمائندگی مکمل تھی اور ہم نے یہاں اپنا ایک کردار ادا کیا۔ بہرکیف ایک گلہ ضرور ہے کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود صوبہ خیبر پختونخوا کے سینیٹ کے انتخابات پر آخر کیوں توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Leader of the House, please note it.

آپ نوٹ کر لیں، وہ کہتے ہیں کہ ہماری نمائندگی پوری نہیں ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں نے note book میں note کر لیا ہے جناب۔

جناب چیئرمین: میں پوری قوم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میں تمام اکابرین پاکستان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں، میں سینیٹ اور قومی اسمبلی کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ دوسری مرتبہ ہے کہ سینیٹ سے Bill initiate ہوا اور یہیں سے pass ہوا، دوسری مرتبہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ when I was the Prime Minister تو میں نے two third majority کے ساتھ اپنے خطے کے صوبے کا Bill pass کیا تھا۔

The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 22nd October, 2024 at 04:00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 22nd October, 2024 at 04:00 p.m.]